WWW.PAKSOCIETY.COM

دوسری قسط

صائمہ اکرم چوہدری

سیاہ حاشیہ

سیاہ حاشیہ پار مت کرو۔ "پچھتاؤ گی۔ ایک نادیدہ آواز روکتی رہی لیکن وہ لڑکی نہ رکی۔ سیاہ حاشیہ عبور کر گئی اور تب اسے احساس ہوا کہ اپنے لیے جہنم خرید چکی ہے۔

☼ ☼ ☼

مدیحہ کاٹھ کباڑ میں اپنی پرانی ڈائریاں تلاش کر رہی ہے تو اسے ایک کتبہ ملتا ہے۔ جس پر اس کی والدہ صالحہ رفیق کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات درج ہوتی ہے۔ وہ بری طرح الجھ جاتی ہے۔ اس کی والدہ تو زندہ ہیں پھر یہ کتبہ کس نے اور کیوں بنوایا ہے۔ تب ہی اس کی والدہ صالحہ آجاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ڈائریاں تو انہوں نے ردی والے کو دے دی ہیں۔ مدیحہ کو بہت دکھ ہوتا ہے پھر اسے کتبہ یاد آتا ہے تو وہ سوچتی ہے کہ عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھے گی۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ناولٹ

عبداللہ پابند صوم و صلوٰۃ وہ مسجد کا موذن بھی ہے اور اس نے عربی میں ایم فل کر رکھا ہے عدینہ کی اس کے ساتھ منگنی ہو چکی ہے۔ عدینہ ہاسٹل میں رہتی ہے اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

عدینہ کے والد مولوی رفیق کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ اپنی ماں سے زیادہ دادی سے قریب ہے مونا اس کی کزن ہے۔ وہ حویلیاں شہر سے قرآن حفظ کرنے ان کے گھر آتی ہے۔

عدینہ عبداللہ سے بہت محبت کرتی ہے۔ عبداللہ بھی اسے چاہتا ہے لیکن شرعی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے والی صالحہ آپا نے منگنی ہونے کے باوجود انہیں آپس میں بات چیت کی اجازت نہیں دی۔

شانزے ماڈل بننا چاہتی ہے۔ ریمپ پر واک کرتے ہوئے اس کا پاؤں مڑ جاتا ہے اور وہ گر جاتی ہے۔

ڈاکٹر بینش نیلی کوٹھی میں اپنے بیٹے ارحم کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کے شوہر کرنل ڈاکٹر حماد کا انتقال ہو چکا ہے۔

نیلی کوٹھی کے دوسرے حصے میں ان کے تایا ڈاکٹر جلال اپنی بیوی اور پوتی اوریدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کی دو شادی شدہ بیٹیاں ہیں اور اکلوتا بیٹا تیمور لندن میں مقیم ہے۔ بیوی کی وفات کے بعد تیمور نے اوریدا کو پاکستان اپنے باپ کے پاس بھجوا دیا ہے۔ بیٹا ماہیران کے پاس لندن میں ہے۔

اوریدا اور ارحم کی بہت دوستی ہے جو ڈاکٹر بینش کو بالکل پسند نہیں۔ ڈاکٹر بینش تیمور کے نام سے بھی نفرت کرتی ہیں۔

عبداللہ عدینہ کو اپنا سیل نمبر بھجواتا ہے۔ صالحہ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ شدید غصہ ہوتی ہیں اور نمبر پھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔

سرمد اپنے دوست کے پروڈکشن ہاؤس میں جاتا ہے تو وہاں شانزے کو دیکھتا ہے۔ شانزے اس کی منتیں کر رہی ہے کہ وہ ایک چانس اسے دے کر دیکھے۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ جب سے ارسل سے مل کر آئی تھی۔ ایک بارش کمرے سے باہر اور ایک اس کی آنکھوں سے ہو رہی تھی۔ اپنے کمرے میں موجود پلیٹیں' ایک جگ اور تین کپ توڑنے کے بعد وہ دھڑام سے اپنے بیڈ پر بیٹھی اور کشن آنکھوں پر رکھ کر ریسٹ کی' وہ اب بے آواز رو رہی تھی۔ آج پھر اس پر ڈیپریشن کا دورہ پڑا تھا۔ جو اگلے کئی گھنٹوں تک رہتا تھا۔

"رونے سے اگر مسئلے حل ہو جاتے تو یقین مانو اب تک پوری دنیا آنسوؤں کے پانی میں ڈوب چکی ہوتی۔" اس کی روم میٹ رباب جو خاموشی سے اس کی تخریبانہ کارروائی کو غور سے دیکھ رہی تھی' ہاتھ میں پکڑا قرآن پاک الماری میں رکھ کر بڑے سادہ سے انداز سے بولی۔ شانزے نے آنکھوں پر رکھا کشن ہٹایا اور وہ کشن اب کارپٹ پر پڑا بالکل اسی کی طرح اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔

"تم نے افتخار عارف کی نظم "بارہواں کھلاڑی" پڑھی ہے کبھی؟" شانزے کا لہجہ خاصا عجیب تھا۔

"ہاں۔۔۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" رباب نے اس کا دھواں دھواں سا چہرہ دیکھا۔

"سارے بدقسمت لوگ بارہویں کھلاڑی کی طرح ہوتے ہیں۔ جن کو تقدیر اپنی صلاحیتیں آزمانے کا موقع بہت کم دیتی ہے۔ وہ لوگ اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں' یہاں تک کہ زندگی کا میچ ہی ختم ہو جاتا ہے اور وہ خالی ہاتھ اور خالی دامن لیے گمنامی کی موت مر جاتے ہیں۔" وہ حد درجہ قنوطیت کا شکار تھی۔

"ایسے نہیں کہتے شانزے۔۔۔ تمہیں قدرت اپنی صلاحیتوں کو آزمانے کا موقع ضرور دے گی۔" رباب نے اسے حوصلہ دیا۔

"مجھے معلوم ہے' میری قسمت میں کوئی ایسا لمحہ نہیں آئے گا۔ جس میں لوگوں کی نظریں مجھ پر ٹھہر جائیں۔۔۔" مایوسی اس کے لفظ لفظ سے ٹپک رہی تھی۔ اس کے پاس ہمیشہ گلے شکووں کی ایک گٹھڑی بندھی رہتی' جسے موقع دیکھتے ہی وہ کھول کر بیٹھ جاتی۔

"تم لوگوں کی نظروں کے بجائے اس کی نظر میں آنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی ہو شانزے! جس کی نظر کرم سے تقدیر بدل جاتی ہے۔" رباب نے ہمیشہ کی طرح اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"بس بس رہنے دو۔" اس نے فوراً" ہی اس کی بات کو مسترد کیا۔ "مجھے زندگی میں اس نے دیا ہی کیا ہے۔" وہ بچوں کے سے انداز سے بسوری۔

"بہت بری بات ہے شانزے! اللہ کو ایسی ناشکری کی باتیں پسند نہیں۔" رباب خوف زدہ ہوئی۔

"اور مجھے وہ سب پسند نہیں' جو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔" وہ مایوسی کی اس انتہا پر تھی' جہاں انسان پہلے اپنی ذات اور پھر دنیا کی ہر چیز سے منکر ہو جاتا ہے۔

"نماز پڑھا کرو' سکون ملے گا۔۔۔" رباب نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"جن کو اللہ نے سکون نہ دینا ہو' وہ انہیں کسی بھی چیز میں نہیں دیتا۔" وہ اس کی ہر بات بے دردی سے رد کر رہی تھی۔

"شانزے! ایسے نہیں کہتے۔" رباب نے حواس باختہ انداز سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے ہندوازم' یہودیت' عیسائیت سب میں سکون تلاش کرنے کی کوشش کی' لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملا۔" شانزے نے تکیہ گود میں رکھ کر تلخ لہجے میں کہا۔

"تم قرآن پڑھو' ان شاء اللہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔" رباب خاموشی سے اس کے پاس آن بیٹھی اور محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ خاموش رہی اس نے رباب کی اس بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"تم اپنی پھپھو کے گھر واپس کیوں نہیں چلی جاتی ہو شانزے۔۔۔؟"

"وہ گھر جہاں مجھے دیکھ کر صبح شام استغفار استغفار کی گردان کی جاتی ہے۔" شانزے کے استہزائیہ انداز پر وہ الجھی۔

"میں گناہ کی وہ پوٹلی ہوں جسے میری ماں جائز نکاح کے ہوتے ہوئے ناجائز سمجھ کر پھینک کر چلی گئی۔" شانزے ایک دفعہ پھر خود ترسی کا شکار ہوئی۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم اپنے باپ سے رابطہ کیوں نہیں کرتی ہو؟"
رباب نے کچھ سوچ کر کہا۔
"میرے والد۔ ان کو تو ایک مذہبی جنونی نے قتل کروا دیا تھا۔" شانزے کی بات نے اسے حیران کیا۔
"وہ کیوں۔۔؟"
"ظاہر ہے، میرے باپ نے اس کے مذہبی نظریات کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہو گی۔" وہ لاپروائی سے بولی۔
"تم مسلمان ہو ناں۔۔؟" رباب نے بے تابی سے پوچھا۔
"میرا سارا خاندان مسلم ہے، اس لیے میں بھی بائے برتھ مسلمان ہی ہوں۔" وہ اٹھی اور الیکٹرک کیٹل میں پانی گرم کرنے لگی۔
"پھر تم نے ہندوازم، یہودیت اور عیسائیت کو پڑھنے کی کوشش کیوں کی؟" رباب اب الجھن آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔
"سکون کی تلاش میں۔" اس نے ٹی بیگ نکال کر کپ میں رکھا اور گرم پانی ڈالنے لگی۔
"تم نے اسے اسلام میں تلاش کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟" رباب حد درجہ سنجیدہ ہوئی۔
"کسی نے کہا ہی نہیں۔" وہ سادگی سے مسکرائی تو رباب نے سکون کا سانس لیا۔ وہ ابھی اس حد تک بھی گمراہ نہیں ہوئی تھی، جتنا وہ سوچ چکی تھی۔
شانزے اور رباب کی دوستی بہت عجیب انداز میں ہوئی تھی۔ رباب کو ہوسٹل آئے ایک مہینہ ہی ہوا تھا۔ جب وارڈن نے اسے بلا کر خصوصی طور پر درخواست کی کہ وہ ماس کمیونیکیشن کی شانزے کو اپنے ساتھ رکھ لے، کیونکہ اس کے جھگڑالو مزاج کی وجہ سے کوئی بھی اسے رکھنے کو تیار نہیں تھا۔ شانزے کی ایک روم میٹ تو تنگ آکر خود اس کا کمرہ چھوڑ کر چلی گئی اور باقی دوسری نے شانزے کو خاصا ٹف ٹائم دیا، جس کے نتیجے میں ہوسٹل والوں کو کئی تاریخی جنگیں دیکھنے کو ملیں۔
آخری معرکہ تو بہت زوردار ثابت ہوا۔ شانزے نے اپنی روم میٹ روحانہ کا سر پھاڑ دیا تھا۔ ہوسٹل میں باقاعدہ انکوائری کمیٹی بیٹھی۔ وہ تو شانزے کی قسمت اچھی تھی کہ ثابت ہو گیا کہ دونوں کا قصور ففٹی ففٹی ہے۔ اس لیے وارننگ دے کر معاملہ رفع دفع کر دیا گیا۔ اس قصے میں شانزے کو اپنا روم چھوڑ کر رباب کا روم میٹ بننا پڑا۔ جو ایک سادہ اور بے ضرر سی لڑکی تھی اور اسلامیات میں ایم فل کر رہی تھی۔
"تم نے روحانہ کنول کا سر کیوں پھاڑا۔۔؟" کافی دن کے بعد رباب نے یوں ہی اس کا موڈ اچھا دیکھ کر پوچھا۔
"اس نے مجھے گالی دی تھی۔" اس نے سادگی سے جواب دیا۔
"لیکن کیوں۔۔؟"
"کیوں کہ میں نے اس کا سیل فون توڑ دیا تھا۔" اس کی وضاحت نے رباب کو ہکا بکا کیا۔
"تم نے ایسا کیوں کیا۔۔؟" رباب حیران ہوئی۔
"کیوں کہ وہ ساری رات اپنے بوائے فرینڈ سے باتیں کر کے میری نیند ڈسٹرب کرتی تھی۔" اس کے معصوم انداز پر رباب کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی، جس کا شانزے نے خاصا غلط مطلب اخذ کیا تھا۔
"کہیں تمہارا بھی تو کوئی ایسا فرینڈ نہیں ہے۔۔؟" شانزے کے اگلے سوال پر رباب کو کرنٹ سا لگا۔
"استغفراللہ۔۔۔ میں تمہیں ایسی لڑکی لگتی ہوں۔" رباب نے برا سا منہ بنایا۔
"ایسی لڑکی سے تمہاری کیا مراد ہے؟" شانزے سے بحث میں جیتنا آسان تھوڑی تھا۔
"میں لڑکوں سے دوستی کو گناہ سمجھتی ہوں۔" رباب نے اس دفعہ کھل کر کہا۔
"سوری۔۔۔ میرا نظریہ اس سے مختلف ہے، میں دوستی کو برا نہیں سمجھتی۔ ہاں اس چیز کو برا سمجھتی ہوں کہ کوئی آپ کی وجہ سے ڈسٹرب ہو یا ذہنی اذیت کا شکار ہو۔"
شانزے نے کھل کر اپنا موقف بتایا، جو رباب کو خاصا عجیب تو لگا، لیکن وہ چپ رہی۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ویسے بھی شانزے کے ساتھ اس کا وقت دوسروں کی نسبت خاصا اچھا گزر رہا تھا۔ رباب کو اس کی روم میٹ بنتے ہی احساس ہو گیا تھا کہ شانزے خاصی بے ضرر سی اور کسی حد تک دوسروں کے معاملے میں ٹھیک ٹھاک قسم کی بے حس لڑکی واقع ہوئی ہے۔ وہ رباب کی ذاتیات میں بالکل بھی دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ اسی طرح سے وہ بالکل بھی پسند نہیں کرتی تھی کہ کوئی اس کے پرسنل معاملات کو کریدے۔

اس نے ایک دن خود ہی کسی دھن میں بتا دیا تھا کہ اس کے والدین میں علیحدگی ہو گئی تھی۔ مدر کا کچھ پتا نہیں اور والد کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ اس کی پرورش اس کی دادی اور پھپھو نے مل کر کی تھی۔ اس کے پھپھا ٹھیک ٹھاک قسم کے بزنس مین تھے، کچھ اس کی دادی مرتے ہوئے اپنے حصے کا ایک گھر شانزے کے نام کر گئی تھیں۔ جس کا اچھا خاصا کرایہ شانزے کی ضروریات زندگی کے لیے کافی تھا۔ اس لحاظ سے اسے معاشی مسائل کا بالکل بھی سامنا نہیں تھا۔

اس نے بی ایس کرنے کے بعد ایم ایس میں ایڈمیشن بس ہوسٹل میں رہنے کے لیے لے رکھا تھا ورنہ اسے اب پڑھائی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، وہ صرف اور صرف شوبز میں اپنا ایک نام اور مقام بنانا چاہتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا...؟" مونا نے ابرو چڑھا کر عزینہ کے سامنے سخت تعجب کا اظہار کیا۔ "اوہ میرے خدایا..." اس کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے۔

"آپا صالحہ کا دماغ ٹھیک ہے؟" پوری بات سنتے ہی مونا کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔ عزینہ کی بھیگی آنکھوں میں ناگواریت کا احساس اجاگر ہوا۔ مونا کو ایک لمحے میں احساس ہوا کہ آپا صالحہ کے بارے میں اس کے تلخ الفاظ عزینہ کو اچھے نہیں لگے، کچھ بھی تھا وہ اس کی ماں تو تھیں۔

"آئی ایم سوری..." وہ تھوڑا سا سنبھل کر بولی۔

"لیکن آپا نے آپ کی اور عبداللہ بھائی کی منگنی کیوں توڑ دی۔" مونا کے سوال نے اس کے دل پر تیز دھار والی چھری چلائی۔ عزینہ کی بھیگی آنکھوں کے بند ایک دفعہ پھر ٹوٹ گئے۔ وہ آہستگی سے سارا واقعہ اسے سنائی گئی۔

"آپ کو عبداللہ بھائی سے ایک دفعہ ضرور بات کرنی چاہیے..." مونا نے اسے اکسایا۔

"نہیں کر سکتی..." اس نے آہستگی سے کہا۔ وہ دونوں اب چھت پر چلی آئی تھیں۔ عصر کی نماز کا وقت ہونے والا تھا۔

"آخر کیوں...؟" مونا نے احتجاجی نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپا نے منع کیا ہے..." عزینہ نے دوپٹے کے پلو سے اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔ وہ خاصی افسردہ لگ رہی تھی۔

"تو آپ ان کو مت بتائیں..." مونا کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔

"میں کوئی بھی کام آپا سے چھپ کر نہیں کرتی..." عزینہ کی اپنی مجبوریاں تھیں، آپا نے شاید کچھ چیزیں گھٹی میں ڈال کر اسے پلا دی تھیں، وہ چاہتے ہوئے بھی ان سے انحراف نہیں کر سکتی تھی۔

"لیکن ایک بار بات کرنے میں کیا حرج ہے؟ یا پھر آپا سے ہی پوچھ لو۔" مونا نے منہ بنا کر کہا۔

"لیکن میں ایسا نہیں کر سکتی اگر عبداللہ کے ساتھ میری نسبت طے نہ ہوئی تو شاید..." عزینہ کی ادھوری بات کا مطلب وہ سمجھ چکی تھی۔

"تو ٹھیک ہے، لیکن کچھ پتا بھی تو چلے، آپا نے ایسا کیوں کیا؟" مونا ہلکا سا جھنجلائی۔

"دونوں کے درمیان میں شاید کسی بات پر تلخ کلامی ہوئی تھی۔ اسی لیے آپا بہت غصے میں ہیں۔" عزینہ ٹھیک ٹھاک پریشان تھی۔

"اب تک سونفل تو وہ پڑھ چکی ہوں گی..." مونا نے تشویش بھرے انداز میں کہا۔

وہ دونوں جانتی تھیں کہ آپا صالحہ سخت پریشانی یا دکھ کے لمحات میں جب جائے نماز پر کھڑی ہوتیں تو پھر

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گھنٹوں نفل پڑھتی رہتیں' اس کے بعد جب وہ فارغ ہوتیں تو ان کے چہرے پر ایک الوہی سی چمک ہوتی جو دیکھنے والوں کو بے اختیار نظریں چرانے پر مجبور کردیتی تھی۔

"تو اب آپ کیا کریں گی۔۔۔؟" مونا کے سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

دل مسلسل بغاوت پر اترا ہوا تھا۔ محبت اب تک ہزار دلیلیں دے چکی تھی' لیکن عقل کی ایک نگاہ' عدینہ کے اندر کا سارا جوش ختم کرنے کے لیے کافی تھی۔ اس کا سب سے بڑا مسئلہ تھا کہ وہ عشق اور عقل دونوں کو ساتھ لے کر چلتی تھی۔ اس سے بھی بڑھ کر اس کے حلال' حرام' گناہ اور ثواب کے نظریات تھے' جو آپا نے اسے رٹا رکھے تھے۔ وہ دونوں نیچے آگئی تھیں۔

✿ ✿ ✿

آج فضا میں عجیب سی اداسی تھی۔ ہوا بھی سانس روک کر کھڑی تھی' ہر طرف حبس کا راج تھا۔ آپا نے آج نہ دوپہر کا اور نہ ہی رات کا کھانا کھایا تھا۔ وہ اور یہ دونوں بے معنی سی بحث میں الجھی ہوئی تھیں۔ جو مونا یا عدینہ کے آنے پر فوراً" ہی ختم کردی جاتی اور ان کے جانے کے بعد منقطع سلسلہ وہیں سے جوڑ لیا جاتا۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ کافی دیر تو عدینہ کروٹیں بدلتی رہی اور تھک کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مونا سو چکی تھی۔۔۔

"آخر ایسی کون سی بات تھی جو عبداللہ اس کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔۔۔؟" اس سوچ نے اس کی نیند حرام کردی۔

"ان کہی باتیں اور ادھورے جملے' خوب صورت ریپر میں لپٹے کسی گفٹ پیک کی طرح ہوتے ہیں۔ انسان یا تو اپنی پسندیدہ چیز کے خیال سے خوشی سے جھومتا رہتا ہے یا یہ سوچ کر خود کو پریشان رکھتا ہے کہ اگر گفٹ پیک میں سے من پسند چیز نہ نکلی تو کیا ہوگا۔"

"آپا کو تو عبداللہ بہت پسند تھا' ایسا کیا ہوا' جو ان کی ساری پسندیدگی' دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہوگئی۔" ایک نئی سوچ نے اس کا دامن تھام لیا۔ نیند نے بھی شاید اس رات اس کے پاس نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

وہ ننگے پاؤں کمرے سے نکل آئی۔ آپا کے کمرے کا زیرو واٹ کا بلب روشن تھا۔ وہ پاس سے گزری' اندر سے آنے والی ریڈیو کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔ اسے دھچکا سا لگا۔۔۔ آپا اور موسیقی دونوں متضاد چیزیں تھیں۔ لیکن اس وقت ریڈیو کی ہلکی ہلکی سی آواز کھڑکیوں سے باہر آرہی تھی۔ عدینہ کو پہلی دفعہ معلوم ہوا تھا کہ آپا کو موسیقی سے بھی شغف تھا۔

بلھیا کی جاناں میں کون۔۔۔؟
نہ میں مومن وچ مسیتاں۔۔۔
نہ میں وچ کفر دیاں ریتاں۔۔۔
نہ میں پاکاں وچ پلیتاں۔۔۔
نہ میں موسیٰ' نہ میں فرعون۔۔۔
بلھیا کی جاناں' میں کون۔۔۔

رات کی خاموشی اور تیرگی میں جب پورے صحن میں موتیا کے پھولوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ صحن کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ آسمان پر موجود چاند اسے آج سے پہلے کبھی اتنا تنہا نہیں لگا تھا۔ دماغ میں بے معنی سوچوں کا ہجوم تھا۔ جیسے جیسے رات گزر رہی تھی ویسے ویسے اس کا دل پگھل رہا تھا۔ رات کا وہ نہ جانے کون سا پہر تھا۔ وہ ننگے پاؤں صحن سے چھت پر جانے والی سیڑھیوں کی طرف چل پڑی۔ اس کے گھر کی اور مدرسے کی چھت ایک تھی اور دوسری جانب بھی سیڑھیاں تھیں۔ اس نے مدرسے کی جانب جھانکا' سامنے صحن کے ساتھ بنے برآمدے میں رکھی چارپائی پر اسے عبداللہ کا گمان ہوا۔

چاند کی چاندنی میں اس کا وجود صاف پہچانا جا رہا تھا۔ عدینہ کے دل کی دھڑکنیں بے تاب ہوگئیں۔

یہ وہ شخص تھا جس کی محبت نے کسی مکڑی کی طرح آہستہ آہستہ اس کے وجود کے گرد جالا بنا تھا اور

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آکٹوپس کی طرح اس کے وجود کو اپنی ذات کے حصار میں جکڑ لیا تھا اور وہ بھی کولہو کے بیل کی طرح اس کی چاہت کے کنویں کے ارد گرد چکر لگا کر خوش ہوتی رہتی تھی۔"

آج رات اگر اس پر بھاری تھی تو اس کے ساتھ ساتھ عبداللہ بھی پرسکون نہیں تھا۔ دل کا دل سے کہیں نہ کہیں تعلق تو جڑا ہوا تھا۔ سفید کرتے شلوار میں وہ چارپائی پر رکھے گول تکیے پر کہنی جمائے ہاتھ میں سیل فون پکڑے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ عدینہ کو سخت افسوس لاحق ہوا۔

وہ منڈیر پر کہنیاں جمائے مکمل محویت سے اپنے سے کافی فاصلے پر موجود عبداللہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ عبداللہ نے بھی شاید خود کو کسی کی نظروں کے حصار میں محسوس کر لیا تھا۔ اس نے بے چینی سے دائیں بائیں دیکھا۔ اس کے ارد گرد بچھی چارپائیوں پر بہت سے بچے لائن میں سو رہے تھے۔ ایک دم اس نے نظر اٹھا کر چھت کی منڈیر پر کھڑی عدینہ کو دیکھا، اسے ایک لمحے کو اس پر بھٹکی ہوئی روح کا گمان ہوا۔ وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ کچھ لمحے سوچنے کے بعد وہ چھت کی جانب جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ عدینہ کا دل بے ہنگم انداز سے دھڑکا، وہ ایک لمحے کے ہزارویں پل میں سمجھ چکی تھی کہ وہ اسے دیکھ کر چھت پر آرہا ہے۔ عدینہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ پلٹی اور بجلی کی سی رفتار سے اپنی طرف کی سیڑھیوں کی طرف تیز تیز چلنے لگی۔

"میری بات سنو عدینہ..." وہ چھت پر پہنچ چکا تھا اس کی آواز پر عدینہ کے دل کی دھڑکنیں بے ربط ہوئیں۔ اسے لگا اس نے اس وقت چھت پر آکر اپنی زندگی کی سب سے بڑی بے وقوفی کی ہے۔ اس لیے وہ رکی نہیں اور سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے..." عبداللہ کی پکار پر اس کے قدم سست تو ہوئے، لیکن اس نے مڑ کر نہیں دیکھا، اسے معلوم تھا وہ اگر پلٹ کر دیکھ لے گی تو پتھر کی ہو جائے گی۔

"میری آخری بات سن لو عدینہ! پھر پتا نہیں زندگی موقع دے یا نہ دے۔" وہ اب چھت کی سب سے اوپر والی سیڑھی سے نیچے جھانک کر بڑے افسردہ انداز سے اس سے درخواست کر رہا تھا، لیکن عدینہ اس وقت آخری سیڑھی پر پہنچ چکی تھی۔

وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ اس طرح اکیلے ملنا، اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے بہتر نہیں، وہ مناسب نہیں سمجھتی۔ اس لیے وہ یہاں سے چلا جائے۔ لیکن عبداللہ کے سامنے تو اس کی قوت گویائی ویسے ہی سلب ہو جاتی تھی۔ وہ نیچے پہنچ چکی تھی، جیسے ہی اس نے صحن میں قدم رکھا اس کی روح فنا ہو گئی۔

سامنے ہی آپا صالحہ غضب ناک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں، ان کی نگاہوں میں شک، افسوس اور غصے کے رنگ اتنی شدت سے ابھرے کہ عدینہ کو لگا جیسے زمین نے مضبوطی سے اس کے پیروں کو جکڑ لیا ہو۔ آپا آگے بڑھیں۔ انہوں نے جھانک کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ سب سے اونچی سیڑھی پر کھڑا عبداللہ ان کی نگاہوں کی پستیوں میں ایک لمحے میں آن گرا تھا۔ انہیں اپنا فیصلہ بالکل ٹھیک محسوس ہوا۔

"میں نے تمہاری ایسی تربیت تو نہیں کی تھی..." وہ مشتعل انداز سے آگے بڑھیں اور پوری قوت سے ایک تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر دیا۔ عدینہ کو ایسے لگا جیسے پورے گھر کی چھت اس کے سر پر آن گری ہو۔ عبداللہ واپس پلٹ گیا تھا۔

"آپا..." اس نے سخت صدمے سے ان کی طرف دیکھا۔ وہ ان کو بتانا چاہتی تھی کہ ایسا کچھ نہیں، انہیں غلط فہمی ہوئی ہے، لیکن اس سے پہلے ہی آپا سخت الفاظ میں شروع ہو چکی تھیں۔

"کسی نامحرم سے تنہائی میں ملنے کا مطلب سمجھتی ہو؟ ہزاروں سال جہنم میں جلو گی۔" وہ بولیں نہیں بلکہ پھنکاری تھیں۔

"میں نے تمہارا نام عدینہ یعنی جنت میں رہنے والی رکھا تھا، لیکن تم وہ بد قسمت لڑکی ہو جسے جہنم پکڑ پکڑ کر

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ تم سے زیادہ بدنصیب لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔" وہ اپنے اندر موجود سارا زہر اگل کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

عدینہ پر تو قیامت سے پہلے قیامت ٹوٹ گئی۔

"اپنی ذلت اور کردار کے بارے میں گواہی دینا جتنا مشکل کام ہے اس سے زیادہ اذیت ناک کسی اپنے کی آنکھوں میں اپنے لیے شک اور بدگمانی کے رنگ دیکھنا ہے۔ انسان ایک لمحے میں جیتے جی مرجاتا ہے اور مرا ہوا انسان کہاں اپنے حق میں گواہی دینے کے قابل رہتا ہے۔" اس حقیقت کا ادراک آج عدینہ کو کھل کر ہوا۔ وہ ابھی زندہ تھی لیکن مرچکی تھی۔

اس کی پاکیزہ محبت نے اسے اس کی ماں کی نظروں میں رسوا کردیا تھا۔

اس کے اپنے زندگی گزارنے کے اصولوں نے عبداللہ کو بدگمان کردیا تھا۔

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے آپا کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔ آسمان پر موجود تنہا چاند اسے مزید ذلت سے بچانے کے لیے کہیں چھپ گیا تھا۔

عدینہ کا بھی دل چاہا کہ وہ بھی کسی بادل کو اوڑھ لے اور دور کہیں جاکر پہاڑوں پر برس جائے۔

☆ ☆ ☆

"دیکھو پہلے سوال کو اچھی طرح پڑھنا، سمجھنا اور پھر حل کرنا۔" اوریدا کا میتھ کا پیپر تھا اور صبح سے اس کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ آج خلاف توقع ارصم اسے اسکول چھوڑنے جارہا تھا۔ وہ بدحواس انداز سے اپنے نوٹس کھولے فارمولے رٹنے میں مصروف تھی۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں اوریدا۔" ارصم نے نرمی سے اسے ٹوکا۔

"پلیز ارصم، مجھ سے بات مت کرو، مجھے سب کچھ بھول جائے گا۔" وہ حد درجہ روہانسی تھی۔

"بی بریو یار، تم ابھی سے اتنی کنفیوز ہو رہی ہو، پیپر کے دوران کیا کرو گی؟" ارصم اس کے لیے پریشان ہوا۔

"وہی ہوگا جو فزکس کے پیپر میں ہوا تھا۔" اس نے منہ بنا کر یاد دلایا۔ فزکس کے پیپر میں وہ اچھا خاصا ایک نیومریکل اپنی بدحواسی میں غلط کر آئی تھی۔ اور یہ غم ابھی تازہ تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا ان شاء اللہ، لیکن پلیز تم ریلیکس رہنا۔" ارصم نے مسلسل اسے سمجھانے کا فریضہ جاری رکھا۔

"مجھے لگتا ہے نائنتھ کی طرح میرا اس دفعہ بھی بی گریڈ ہی آئے گا۔" وہ مایوس انداز سے ارصم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"اگر اب بی گریڈ آیا تو تمہاری اور میری دوستی ختم، میں کسی نالائق لڑکی کو اپنا دوست نہیں بنا سکتا۔" ارصم نے خاصے غلط موقعے پر دھمکی دی تھی، اوریدا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ارصم کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔

"تم سیریس ہو۔۔۔؟" وہ بمشکل پوری قوت لگا کر پھنسی پھنسی آواز میں بولی، ارصم کو فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اوریدا کا چہرہ دھواں دھواں سا تھا۔

"مذاق کر رہا ہوں یار۔۔۔" اس کی وضاحت سے پہلے ہی وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بری طرح رونے لگی۔

"مائی گاڈ اوریدا! پاگل ہوگئی ہو کیا۔۔۔؟" وہ گھبرا گیا۔ پیپر سے آدھا گھنٹہ پہلے اس کا رونا، پیپر پر کس طرح سے اثر انداز ہوگا، وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

"مجھے پتا ہے۔ تم مذاق نہیں کر رہے ہو۔" اس نے بازو کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

"میں ایسا کرسکتا ہوں بھلا؟" وہ اب نرمی سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر پوچھ رہا تھا۔ اوریدا نے بے یقینی سے اس کا پرخلوص چہرہ دیکھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ خاموش رہی۔

"زندگی میں سب سے مشکل کام اس شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتباری دیکھنا ہے، جس کے متعلق آپ ساری دنیا کے سامنے دھڑلے سے دعوا کرتے ہوں کہ وہ آپ کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔" ارصم کی بات پر وہ الجھی۔ خاموش رہی۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ شخص جس کو آپ ہمیشہ ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے ہوں اس کی آنکھوں میں آنسو آپ کے لیے کس قدر اذیت کا باعث بنتے ہیں' اگر اسے پتا چل جائے تو شاید اس کی آنکھیں رونا ہی بھول جائیں۔۔۔" وہ اب دونوں ہاتھ اسٹیرنگ پر رکھے بڑے افسردہ انداز سے بول رہا تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔" اوریدا کی سمجھ میں بات آگئی تھی۔

"بیسٹ آف لک۔۔۔" اس نے اسکول کے گیٹ کے پاس اپنی گاڑی روکی۔

"تھینکس۔۔۔" اوریدا زبردستی مسکرائی اور گاڑی سے اتر گئی۔ ارصم نے دیکھا' وہ ایک دفعہ پھر نوٹس کھولے فارمولے رٹنے میں مصروف تھی۔ اس کی تمام تر توجہ ہاتھ میں پکڑے کاغذوں کی طرف تھی' تب ہی چلتے چلتے وہ ایک لڑکی سے ٹکرائی۔ ارصم اپنی گاڑی میں بیٹھے بیٹھے مسکرایا' اسے علم تھا کہ وہ ان پیپرز کو ایگزیمنیشن ہال میں بھی لے جائے گی اور پھر نگران کے ڈانٹنے کے بعد ہی رکھے گی۔

"ارصم! تم کہاں ہو۔۔۔؟" تین گھنٹے کے بعد اس کی بجھے بجھے سے انداز سے کال آئی' ارصم کو افسوس کا احساس ہوا۔

"ویٹ ہیئر۔"

"اوکے آئی ایم کمنگ۔۔۔" پانچ منٹ کے بعد وہ تھکے تھکے سے انداز سے قدم اٹھاتی ہوئی اس کی گاڑی کی طرف آرہی تھی۔ ارصم کو بغیر بتائے ہی پتا چل گیا۔ اس کے میتھ کے پیپر کا بھی وہی حال ہوا ہے' جو اس سے پہلے فزکس کے ساتھ ہو چکا ہے۔

"تم کب پہنچے۔۔۔؟" وہ گاڑی میں بیٹھتے ہی لاپروائی سے بولی۔

"میں گھر واپس گیا ہی کب تھا۔۔۔" ارصم کے جواب پر وہ بری طرح چونکی۔ "تم تین گھنٹے سے یہیں باہر روڈ پر کھڑے تھے؟" حیرانی سے اس کی آواز بلند ہوئی۔

"جب اس طرح رو کر جاؤ گی تو کس کا دل چاہے گا واپس جانے کو۔۔۔" وہ ہنسا' اوریدا شرمندگی سے سر جھکا کر آہستگی سے بولی۔ "اتنی دیر کیا کرتے رہے؟"

"تمہارے پیپر ٹھیک ہونے کی دعائیں کرتا رہا۔۔۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز سے کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔

"کوئی فائدہ نہیں۔ کچھ لوگوں کو کسی کی بھی دعائیں نہیں لگتیں۔۔۔" وہ خاصی دل گرفتہ تھی۔

"کیا پیپر اچھا نہیں ہوا۔۔۔؟" ارصم نے ایک سگنل پر گاڑی روک کر اس کا چہرہ دیکھا' جو ضبط کی کوشش میں سرخ ہو رہا تھا۔

"دو سوال غلط ہو گئے۔۔۔" اس نے سر جھکا کر اعتراف جرم کیا۔ ارصم کی بے ساختہ ہنسی نکل گئی' اوریدا نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا تو خیال تھا' کم از کم پانچ چھ تو تم ضرور غلط کر کے آؤ گی' لیکن تمہاری ایوریج تو نارمل ہے۔" اس نے وضاحت دی۔

"اچھے خاصے آسان سوال تھے' میں نے جلدی میں فارمولا ہی غلط لگا دیا۔" وہ خفت زدہ انداز میں گویا ہوئی۔

"چلو کوئی بات نہیں' اب کیمسٹری کی تیاری اچھی کرنا۔۔۔" ارصم نے اسے حوصلہ دیا۔

"کچھ کھاؤ گی؟" ارصم نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی آہستہ کی۔

"نہیں نہیں۔۔۔ بڑی اماں پریشان ہو رہی ہوں گی' انہیں صبح ایک وظیفہ بتا کر آئی تھی کامیابی کے لیے۔۔۔" اس کے معصوم انداز پر ارصم نے اپنے حلق سے برآمد ہونے والے قہقہے کو بمشکل روکا۔

"کیا بات ہے تمہاری بھی اوریدا! ایسا لگ رہا ہے' تمہارے ایگزام نہیں' پورے گھر کے ہو رہے ہیں۔"

"میں کیا کروں' پاکستان کا امتحانی سسٹم ہی ایسا ہے۔ بس رٹے لگاتے جاؤ۔ پھر بھی کچھ پتا نہیں ہوتا' کس وقت کیا ہو جائے۔" اسے یہاں کے تعلیمی نظام سے بہت شکایتیں تھیں۔ وہ اب گاڑی میں انگلش میوزک لگا کر خاموشی سے سن رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد ارصم کی گاڑی نیلی کوٹھی میں داخل ہوئی اور ساتھ ہی

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اوریدا کی آنکھیں پٹ کرکے کھل گئیں۔ سامنے ہی آنٹی بینش اپنی گاڑی کے انتظار میں ٹہل رہی تھیں۔ اوریدا نے خوف زدہ نگاہوں سے ارصم کی طرف دیکھا' جو بڑے پرسکون انداز سے ان کی ہنڈا سوک پورچ میں کھڑی کر رہا تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے تم؟ تمہیں کچھ احساس ہے' مجھے اپنے کلینک جانا تھا۔" وہ بات ارصم سے کر رہی تھیں اور کھا جانے والی نگاہوں سے اوریدا کو دیکھ رہی تھیں۔

"تو کیا ہوا؟ آپ آغاجی کی گاڑی لے جاتیں۔۔۔؟" ارصم نے آنکھ کے اشارے سے اوریدا کو اندر جانے کو کہا تو وہ فوراً اپنی چیزیں سمیٹ کر باہر نکل آئی' اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سلیمانی ٹوپی اوڑھ لے تاکہ آنٹی بینش کو نظر ہی نہ آئے۔

"تمہیں اچھی طرح پتا ہے' میں اپنی گاڑی کے علاوہ کسی اور کی چیز استعمال نہیں کرتی۔" وہ چڑ کر بولیں۔

"اوریدا کا پیپر تھا' بڑی اماں نے کہا تھا مجھے اسے لانے کو۔" اس نے سنجیدہ انداز سے وضاحت دی۔

"لیکن تم پچھلے تین ہفتے سے غائب ہو گھر سے۔۔۔" ان کا ہوم ورک بھی مکمل تھا۔

"بڑی تھنک یہ لیں اپنی چابی۔۔۔" اس نے صلح جو انداز سے گاڑی کی چابی ان کی طرف بڑھائی' جو انہوں نے ناراضی سے انداز میں باقاعدہ چھینی تھی۔

"جتنی مرضی کوششیں کرلو' رزلٹ پھر بھی پچھلے سال جیسا ہی آئے گا۔"

وہ اوریدا کے پاس سے گزرتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولیں اور غصے سے گاڑی کا دروازہ زور سے بند کیا۔ اوریدا پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اس کا چہرہ شرمندگی کے گہرے احساس سے سرخ ہوا اور وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئی' پھر ساری دوپہر وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلی' بڑی اماں کو بھی خود اس سے پیپر کا پوچھنے کے لیے چل کر کمرے میں آنا پڑا۔ آنٹی بینش کا طنزیہ لہجہ اور استہزائیہ نگاہیں اسے بار بار تنگ کر رہی تھیں' تنگ آکر اس نے انگلینڈ میں اپنے پاپا کو کال ملالی۔

"تمہیں علیحدہ گاڑی کیوں چاہیے اوریدا! جب پہلے سے تین تین گاڑیاں گھر میں موجود ہیں۔" تیمور اپنی بیٹی کی اچانک فرمائش پر حیران ہوئے۔

"ان میں سے ایک بینا آنٹی کی' ایک بڑے ابا کی اور ایک آغاجی کی ہے۔" اس نے باقاعدہ انگلیوں پر گن کر بتایا۔

"پاپا ان میں سے میری کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔" اس دفعہ اس کے لہجے میں کچھ تھا' جو ہزاروں کلو میٹر کے فاصلے پر موجود تیمور کے دل کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ وہ بری طرح چونکے۔

"اوریدا! تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔۔۔؟" انہوں نے محتاط انداز سے اپنی لاڈلی بیٹی سے پوچھا۔

"جی پاپا۔۔۔" اوریدا کا دل گرفتہ انداز انہیں بہت کچھ سمجھا گیا۔

"کس نے۔۔۔؟"

"بینا آنٹی نے۔۔۔" اوریدا کے منہ سے نکلے ان تین الفاظ نے تیمور کے آج کے دن کا سارا سکون درہم برہم کردیا۔ انہوں نے مزید ایک لفظ بھی نہیں پوچھا۔

وہ اب اس سے ادھر ادھر کی دوسری باتیں کر رہے تھے' لیکن دماغ میں اوریدا کی بات نے ایک حشر سا برپا کردیا تھا۔ رات سے پہلے پہلے تیمور کے بہترین دوست شہریار علی' ان کی بیٹی کے لیے زیرو میٹر "وٹز" گاڑی نیلی کوٹھی میں پہنچ گئے تھے۔ گاڑی پہنچتے ہی گھر بھر میں حیرانی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"گھر میں تین تین گاڑیاں کھڑی تھیں' تم نے اوریدا کے لیے اور کیوں بھجوائی۔۔۔؟" بڑی اماں سیل فون کان کے ساتھ لگائے ڈائننگ روم میں داخل ہوئیں' دوسری طرف تیمور تھے' جو اس وقت بڑی اماں کے سوال و جواب کے سیشن کی زد میں تھے۔

بڑے ابا کے ساتھ ساتھ ارصم نے بھی چونک کر اوریدا کی طرف دیکھا' جو بوکھلا کر چاول کی پلیٹ پر جھک گئی۔ بڑے ابا آگے ہی لمحے بڑے سکون سے کھانا

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کھانے لگے۔ لیکن ارصم ٹھیک ٹھاک قسم کا بے چین ہو چکا تھا۔ وہ آج اتفاق سے ان کی طرف کھانے پر موجود تھا۔

"کیا احساس محرومی ہو رہا تھا تمہاری بیٹی کو۔۔؟" بڑی اماں کے انداز سے باقاعدہ ناراضی جھلکی۔ ارصم نے پھر نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

اوریدا ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھ چکی تھیں۔ انہیں ٹھیک ٹھاک قسم کا غصہ آ رہا تھا۔ دوسری جانب تیمور نے کچھ کہا تھا، جسے سنتے ہی بڑی اماں کے ہونٹوں کو چپ لگ گئی۔ وہ اب خاموشی سے تیمور کی باتیں سن رہی تھیں۔

اوریدا کا سارا دھیان بڑی اماں کی گفتگو کی طرف تھا لیکن ان کی ہوں، ہاں سے وہ دوسری جانب ہونے والی بات چیت کا اندازہ لگانے میں ناکام ہوئی تو سکون سے بیٹھ کر کھانے لگی۔۔ بڑی اماں نے مزید کوئی بھی بحث کیے بغیر فون بند کر دیا تھا۔ وہ اب سنجیدہ انداز سے اپنی پلیٹ میں کھانا نکال رہی تھیں۔ اوریدا نے کن انکھیوں سے ان کے چہرے کو پڑھنے کی ناکام کوشش کی۔ اسی دوران بڑے ابا نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اس ساری گفتگو میں بالکل حصہ نہیں لیا تھا، ویسے بھی اوریدا کا اس گھر میں ہونا نہ ہونا ان کے لیے برابر تھا۔

"میرے کمرے میں گرین ٹی بجھوا دیجیے گا۔۔" بڑے ابا نے بڑی اماں سے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے ڈائننگ روم سے نکلتے ہی بڑی اماں نے ناراض نگاہوں سے اوریدا کو دیکھا، وہ گڑبڑا گئی۔

بڑی اماں نے بھی ہاتھ میں پکڑی روٹی جھنجلا کر پلیٹ میں رکھی اور خفا خفا سے انداز سے کھانا کھائے بغیر چلی گئیں۔ اب وہ ارصم کی گہری نظروں کے حصار میں تھی۔ آج تو امتحان پر امتحان ہو رہے تھے۔

"تم نے ماما کی گاڑی والی بات کو مائنڈ کیا تھا۔۔۔؟" وہ اب سنجیدگی سے اس کا بوکھلایا ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"نہیں تو۔۔" وہ صاف مکر گئی اور ارصم کے سامنے اس طرح مکرنا اسے اتنا مہنگا پڑے گا، اسے اس چیز کا پہلے سے اندازہ ہوتا تو کبھی جھوٹ نہ بولتی۔

"ایک بات یاد رکھنا اوریدا! مجھے زندگی میں ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے جھوٹ۔۔" ہلکی سی برہمی اس کے لہجے سے چھلکی "تم ساری دنیا کے سامنے جھوٹ بول سکتی ہو لیکن میرے سامنے نہیں۔۔" وہ ڈائننگ روم سے نکلتے نکلتے اس کا سارا سکون غارت کر گیا۔

شام تک وہ بے چینی سے اس کے نمبر پر کئی دفعہ کال کرتی رہی۔ لیکن نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔ تنگ آ کر وہ لان کی طرف نکل گئی، ارصم سامنے ہی اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اوریدا کے بیٹھنے پر بھی کوئی نوٹس نہیں لیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"مجھے پیا آنٹی کی وہ بات واقعی اچھی نہیں لگی تھی۔۔" اس نے ہلکا سا جھجک کر وضاحت دی۔ ارصم کی ناراضی کے ڈر سے اس نے اعتراف کیا۔

"لیکن انہوں نے تمہیں نہیں، مجھے کہا تھا۔۔" ارصم نے گردن موڑے بغیر اسے یاد دلایا۔

"میری وجہ سے ہی کہا تھا۔۔" اوریدا نے احتجاجی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اور تم نے انکل تیمور کو شکایت لگا کر گاڑی منگوالی۔۔" ارصم کے لہجے میں ہلکی سی خفگی جھلکی۔

"میں نے شکایت نہیں لگائی تھی، بس یہی کہا تھا کہ مجھے گاڑی کی ضرورت ہے۔" اس نے فوراً وضاحت دی۔

"چلانی آتی ہے تمہیں۔۔؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔" اس کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تو ارصم نے پہلی دفعہ گردن موڑ کر اس کی طرف حیرانی سے دیکھا۔

"جلد ہی سیکھ لوں گی۔۔" اس نے گڑبڑا کر جواب دیا۔

"کیمسٹری کے پیپر کی کیسی تیاری ہے؟" وہ اب نارمل انداز سے پوچھ رہا تھا۔

"ایک لفظ بھی پڑھا نہیں جا رہا۔۔" اس نے بے

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چارگی سے کہا تو ارصم نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا' جو خاصی افسردہ سی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ آہستگی سے بولی۔ "تم جو خفا تھے مجھ سے..."

"میں ساری دنیا سے خفا ہو سکتا ہوں اورید! لیکن تم سے نہیں۔" وہ کھل کر مسکرایا تو اورید اکی جان میں جان آئی۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب ایک دم ہی پرسکون ہوئے۔ سارے دن کی ذہنی مشقت کے بعد اب جا کر وہ پرسکون ہوئی تھی۔ اس لیے وہ اب ہلکے پھلکے انداز سے اس کے ساتھ گپ شپ لگا رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا ہوا ہے...؟" موتا اس سے پوچھ پوچھ کر تھک گئی تھی' جب کہ عدینہ کے لبوں پر لگتا تھا۔ کسی نے خاموشی کی مہر لگا دی ہو' وہ آج صبح سے اپنے کمرے سے نہیں نکلی۔ طبیعت میں عجیب سی پژمردگی کا رنگ غالب تھا۔

"عبداللہ بھائی کی امی آئی تھیں آپا سے ملنے..." موتا نے اسے اطلاع دی' لیکن وہ خاموشی سے اپنے ہاتھ کے ناخنوں پر لگا عرق دیکھتی رہی' یہ عرق! اکثر عدینہ بڑے اہتمام سے موتا سے ملوائی تھی' کیونکہ نیل پالش لگانے کی اجازت آپا نے اسے کبھی نہیں دی تھی۔

"لیکن آپ اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلیں' مجھے تو آپ رہ بے چل کر چلی گئیں۔" موتا کی اس بات پر بھی اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"آپ کو منگنی ٹوٹنے کا غم ہو رہا ہے ناں...؟" موتا نے ہمدردی سے اس کے متورم چہرے کو دیکھا وہ شاید ساری رات روتی رہی تھی۔

"نہیں..." اس کے سپاٹ لہجے نے موتا کو حیران کیا۔

"کیوں...؟"

"مجھے منگنی ٹوٹنے کا غم نہیں' بلکہ اس اعتبار کے ٹوٹنے کا غم ہے' جو آپا کو مجھ پر تھا۔" اس نے بہت دیر بعد ایک طویل جملہ بولا۔

"کیسا اعتبار؟" وہ پریشان ہوئی۔

"وہ اعتبار جو کبھی انہیں مجھ پر تھا ہی نہیں۔" اس کی استہزائیہ مسکراہٹ پر موتا مزید الجھ گئی۔ وہ خاموشی سے عدینہ کا غم میں ڈوبا چہرہ دیکھنے لگی۔ اسی وقت دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹا کر آپا صالحہ کی گیارہ بارہ سالہ شاگرد ضوبیہ اندر داخل ہوئی' اس کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"کیا بات ہے ضوبیہ؟ کیا کام ہے؟" موتا نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا' اس وقت اسے ضوبیہ کی آمد سخت ناگوار گزری تھی۔

"عدینہ باجی... وہ..." ضوبیہ اٹکی۔ وہ ہراساں نگاہوں سے دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔

"آپا صالحہ سے آج کوئی سفارش نہیں کریں گی عدینہ باجی' سمجھیں۔" مدرسے کی بچیاں اکثر عدینہ یا موتا سے سفارش کر کے آپا سے چھٹی لے لیا کرتی تھیں' اس وقت بھی وہ یہی سمجھی تھیں کہ ضوبیہ ایسے ہی کسی کام کے سلسلے میں آئی ہے۔

"ایسی بات نہیں ہے! مجھے تو..." ضوبیہ شش و پنج کا شکار ہوئی۔

"کیا یہ 'وہ' لگا رکھی ہے' صاف صاف بات کرو۔" موتا کا مدرسے کی بچیوں پر خاصا رعب تھا۔ وہ آپا کا رائٹ ہینڈ کہلاتی تھی۔

"مجھے تو عبداللہ بھائی نے بھیجا ہے کہ عدینہ باجی کا موبائل نمبر لکھوا کر لاؤ۔" ضوبیہ کی بات پر وہ دونوں ہی حیران ہوئیں۔

"ان سے کہہ دو' میں اپنا نمبر آپا کی اجازت کے بغیر کسی کو نہیں دیتی۔" عدینہ کے دو ٹوک انداز پر موتا نے احتجاجی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"دے دیں' کیا حرج ہے۔" موتا ہلکا سا منمنائی۔

"ہرگز نہیں۔" عدینہ کے سخت لہجے پر وہ بچی گھبرا کر کمرے سے نکل گئی۔

"ایک دفعہ بات کر لینے میں تو کوئی حرج نہیں..." موتا کو اس کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔

"انسان کو کوئی بھی غلط کام کرنے سے پہلے یہی سوچنا

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے کہ وہ پہلی اور آخری دفعہ کر رہا ہے لیکن بات ساری ہی "پہلے" قدم کی ہوتی ہے۔ اس کے بعد شیطان آپ کے پیروں کے ساتھ پہیے باندھ دیتا ہے' انسان خود ساختہ فرضی دلیلوں سے اپنے ضمیر کو مطمئن کرتا ہوا برائی کے راستے کی طرف بھاگنے لگتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان غلط کاموں پر بھی خود کو دھنائی سے حق بجانب سمجھنے لگتا ہے۔"

وہ سنجیدہ انداز سے مزید گویا ہوئی۔ "میں اپنی پہلے قدم کی جھجک کو ختم کرنا نہیں چاہتی۔"

"عبداللہ بھائی بہت اچھے ہیں عدینہ۔" مونا نے جھنجلا کر کہا۔

"میں نے کب کہا وہ برے ہیں' بری چیز تو دو نامحرم رشتوں کے درمیان موجود تنہائی اور شیطانی حربے ہوتے ہیں۔ جن سے پناہ مانگنی چاہیے۔" عدینہ نے اٹھ کر اپنی چیزیں سمیٹنا شروع کردیں وہ ویک اینڈ پر گھر آئی تھی اور کل اسے نکلنا تھا۔ اسی وقت خوشبو بانپتی کانپتی واپس آئی اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں ایک چٹ چھپا رکھی تھی' جو اس نے آتے ہی عدینہ کے بیڈ پر رکھ دی۔

"یہ کیا ہے؟" عدینہ سمجھ تو گئی تھی' لیکن بچی کو سخت نگاہوں سے دیکھا۔

"عبداللہ بھائی نے دیا ہے۔" وہ بچی نگاہیں چرا کر شرمندگی سے گویا ہوئی۔

"آئندہ مت لے کر آنا' اچھی بچیاں ایسے کام نہیں کرتیں' چلو بھاگ جاؤ یہاں سے۔" عدینہ نے جلدی سے چٹ اٹھائی۔

"عدینہ! تمہیں رات کم از کم میری بات تو سننی چاہیے تھی۔ کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں تھا یا خود پر؟ خیر میں پرسوں تبلیغی دورے پر ملائیشیا جا رہا ہوں اور جانے سے پہلے کچھ چیزیں کلیئر کرنا چاہتا ہوں' پلیز مجھ سے ایک دفعہ تو بات کرلو۔"

عدینہ نے اس چٹ کو بہت سنجیدگی سے پڑھا۔ اس کے انداز میں اب بے چینی سی جھلک رہی تھی۔ وہ دوبارہ سے سفید کاغذ پر تحریر عبداللہ کی موتیوں جیسی خوب صورت تحریر کو دیکھنے لگی' اس کے بعد کچھ سوچ کر اس نے وہ چٹ اپنی فزیالوجی کی کتاب میں رکھ دی۔

"عبداللہ بھائی نے کیا لکھا ہے؟" مونا کے بے تاب انداز پر وہ پھیکے سے انداز سے مسکرائی۔

"کچھ نہیں' وہی بات کرنے کا مطالبہ' جو میں پورا نہیں کرسکتی۔" وہ افسردہ سے انداز سے کھڑی ہوئی' مونا نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں آپا سے بات کرنے جا رہی ہوں۔ تم بے بے کو ایک کپ چائے کا بنا کر دے آؤ۔" وہ اپنے کمرے سے نکل آئی۔ سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا جو سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہوا میں موجود نمی سے اس نے اندازہ لگایا۔ دور کہیں پہاڑوں پر بارش ہو رہی تھی۔

"مجھے آپا کو اپنی صفائی دینی چاہیے۔" اس نے آپا صالحہ کے کمرے میں جھانکا۔ وہ ظہر کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ وہ کچھ دیر کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ آپا نے سلام پھیر کر بے زار سی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ ابھی تک اس سے خفا تھیں۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے آپا۔" وہ جھجک کر مزید بولی۔ "ویسا کچھ نہیں تھا' جو رات آپ سمجھی تھیں۔"

"لیکن مجھے تمہاری وضاحتوں کی ضرورت نہیں ہے عدینہ' میں سب کچھ جانتی ہوں' جاؤ مجھے تنگ مت کرو۔" انہوں نے ناراضی سے کہہ کر ایک دفعہ پھر نیت باندھ لی۔ عدینہ کچھ لمحے تو انہیں دیکھتی رہی اور پھر افسردہ سے انداز سے بے بے کے کمرے کی طرف بڑھ آئی۔ دل میں گھٹن کا احساس ایک دم ہی بڑھ گیا تھا۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی' سامنے بے بے اور مونا کوئی مارننگ شو نشر مکرر دیکھنے میں مگن تھیں۔

عدینہ بھی خاموشی سے ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ بے بے ٹی وی کی خاصی شوقین تھیں۔ جبکہ آپا صالحہ اور عدینہ کو ایسا کوئی شوق نہیں تھا۔ ہاں' کبھی کبھار آپا صالحہ اپنی ساس کے ساتھ بیٹھ کر کوئی اسلامی مذاکرہ یا

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

قرآن و حدیث کے متعلق دینی پروگرام ضرور دیکھ لیتی تھیں۔ ٹی وی کے معاملے میں دونوں ساس بہو کی پسند خاصی مختلف تھی۔

❀ ❀ ❀

"بہت اذیت میں ہوں' آپ سوچ بھی نہیں سکتے' کس قیامت سے گزر رہی ہوں میں۔" مارننگ شو کے اس خصوصی پروگرام میں فون کرنے والی خاتون کی آواز شدت غم کی زیادتی سے حلق میں پھنس کر رہ گئی۔ مشہور و معروف چینل کے لائیو پروگرام کا سیٹ لگا ہوا تھا۔ میزبان آج ذرا بہتر حلیے میں تھی۔ سفید رنگ کا نیٹ کا دوپٹہ بمشکل سر پر ٹکائے' وہ گاہے بگاہے اپنے دائیں جانب تین سیٹوں پر موجود ایک مفتی صاحب اور دو مختلف مکتبہ ہائے فکر کے عالم دین پر سرسری سی نظر ڈال لیتی تھی۔ وقفے وقفے سے ہاتھ میں موجود چٹ سے بھی استفادہ کیا جا رہا تھا۔

"دیکھیں بی بی' جب تک آپ اپنا مسئلہ مکمل کر نہیں بتائیں گی' ہم کیسے مشورہ دیں گے آپ کو۔" مارننگ شو میں بیٹھے مفتی صاحب نے الجھن بھرے انداز سے اپنی میزبان کو دیکھا جو خود بھی لائیو کالر کی بے ربط گفتگو کی وجہ سے بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی

—

"میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں جو میرے کرب کو' میرے دکھ کو بیان کر سکیں۔" وہی خاتون بمشکل بولیں۔

"دیکھیں مس نگہت صاحبہ' آپ مفتی صاحب کو اپنا مسئلہ بتائیں' ہمارے پاس وقت کی قلت ہے اور ہمیں ابھی بریک پر بھی جانا ہے۔" مارننگ شو کی میزبان کے لہجے کی سنجیدگی نے شاید دوسری طرف موجود کالر کو سنگینی کا احساس دلا دیا تھا' اسی وجہ سے وہ اب بولنے پر آمادہ تھی۔

"مفتی صاحب میں دو دن پہلے ہی سعودیہ سے لوٹی ہوں' عمرہ کرنے گئی تھی۔" فون کال پر موجود خاتون کے لہجے میں افسردگی کا عنصر غالب آیا۔

"ماشاء اللہ یہ تو بہت سعادت کی بات ہے۔" مفتی صاحب نے لقمہ دیا۔

"لیکن۔۔۔ اب میں سوچتی ہوں کہ کاش میں نہ جاتی۔" خاتون کی اگلی بات نے مارننگ شو میں موجود تمام لوگوں کو تعجب میں مبتلا کیا۔

"خدانخواستہ ایسا کیا مسئلہ ہو گیا میری بہن۔۔۔" ایک عالم دین ذرا محتاط انداز سے بولے۔

"مجھ جیسی بدقسمت گناہ گار عورت پوری دنیا میں نہیں ہو گی' جسے اللہ نے اپنے گھر بلا کر دھتکار دیا۔" اس عورت کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش شامل ہوئی۔

"ایسا کیا ہوا وہاں۔۔۔؟" مفتی صاحب کی پیشانی پر موجود بل گہرے ہوئے۔

"آپ کو شاید یقین نہ آئے مولانا صاحب۔۔۔" اس عورت کی بات پر میزبان خاتون نے پھر کوفت سے پہلو بدلا۔

"آپ کچھ بتائیں گی تو پتا چلے گا ناں۔۔۔" میزبان نے قدرے تلخ اور جھنجلائے ہوئے انداز سے کہا۔

"ہاں ہاں میری بہن' آپ مکمل کر بتائیں۔۔۔" عالم دین صاحب نے نرم لہجے سے انہیں بولنے پر اکسایا۔

"ایسا ہے مفتی صاحب جب میں حرم میں پہنچی۔۔۔" وہ شرمندگی سے اٹکیں۔

"ہاں ہاں پھر۔۔۔؟" میزبان کی بے تابی عروج پر تھی۔

"تو مجھے حرم کے صحن میں خانہ کعبہ ہی نظر نہیں آیا۔۔۔" وہ عورت پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ مارننگ شو میں موجود تمام لوگوں کا دماغ بھک کر کے اڑ گیا۔ وہ بے یقین انداز سے اس فون کال کو سن رہے تھے۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" مارننگ شو کی میزبان کو بریک پر جانا بھول گیا۔

"میں سات دن تک حرم کے صحن میں گھومتی رہی' ایک ایک شخص سے پوچھتی تھی کعبہ کدھر ہے' لیکن جو بھی مجھے اشارے سے بتاتا تو مجھے وہاں خالی جگہ کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا' آپ سوچ نہیں سکتے میں

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کتنی اذیت میں ہوں۔۔۔" وہ اب بلند آواز میں رو رہی تھی۔ اس کی دردناک آواز میں کچھ تھا جو وہاں موجود سننے والوں کو دہلا رہا تھا۔

"استغفار۔۔۔ استغفار۔۔۔" مفتی صاحب کے ساتھ بیٹھے ایک عالم دین صاحب بے ساختہ گویا ہوئے۔

"توبہ۔۔۔ توبہ۔۔۔" مارننگ شو میں بیٹھیں کچھ خواتین نے خوفزدہ انداز سے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"آپ سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہو گیا میری بہن۔ جو اللہ نے آپ کو اپنے گھر کے دیدار کی سعادت ہی نصیب نہیں کی۔" عالم دین صاحب نے فوراً" ہی خاتون کو گناہ گار ہونے کی سند ہاتھ میں تھمادی۔۔۔

"ایک ایسا گناہ جو میں یہاں سب کے سامنے نہیں بتا سکتی' مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کروں؟" عورت کی کال ڈراپ ہو گئی۔ ساتھ ہی عدینہ نے بیزاری سے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کا بٹن آف کر دیا۔

"پتر" مفتی صاحب کا جواب تو سننے دیتیں۔۔۔" بے بے تڑپ کر بولیں۔

"عدینہ باجی چلائیں ناں ٹی وی۔" مونا نے بھی بے چینی سے پہلو بدلا' وہ دونوں اس وقت بے جی کے کمرے میں موجود تھیں۔

"ڈرامے بازی ہے ساری ان مارننگ شو والوں کی۔" عدینہ نے بیزاری سے اپنی اناٹومی کی کتاب کھولی۔

"تو اب ایسا جھوٹ تو نہیں بول سکتے چینل والے۔۔۔" مونا کو یقین ہی نہیں آیا۔

"آج کل ہر کوئی دین کا تڑکہ لگا کر اپنی ہنڈیا بیچ رہا ہے۔ ہم فطری طور پر ایک ڈرپوک قوم ہیں' مذہب کے ڈراوے میں آ کر اکثر وہ کام بھی کر جاتے ہیں' جو کوئی ہم سے کلاشنکوف سے بھی نہیں کروا سکتا۔" عدینہ کا جذباتی پن فوراً" ہی باہر نکل آیا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔" مونا ابھی بھی متفق نہیں ہوئی۔

"تم تاریخ اٹھا کر دیکھو' مذہب کو جتنا نقصان ان جنونیوں نے پہنچایا ہے' کسی عام بندے نے نہیں پہنچایا ہو گا۔"

"لیکن یہ عورت کم از کم جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔" بے بے کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"ایک سو ایک فیصد جھوٹی اور جعلی کالر تھی' ورنہ یہ کیسے ممکن ہے' کسی کو سامنے موجود مجسم چیز نظر نہ آئے۔" عدینہ کی بات نے بے بے اور مونا دونوں کو شش و پنج میں مبتلا کر دیا' عقل چھلانگ لگا کر دل کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی اور اب پوری ڈھٹائی سے مسکرا رہی تھی۔

"ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو بھلا ایسے کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔۔۔" مونا بھی کچھ مطمئن ہوئی۔

"یہ عورت جھوٹ نہیں بول رہی۔۔۔" آپا صالحہ جو کمرے کے دروازے میں کھڑی تھیں' سپاٹ لہجے میں بولیں' وہ تینوں چونک گئیں۔ پتا نہیں وہ کب سے وہاں کھڑی تھیں' انہیں پتا ہی نہیں چلا۔ عدینہ نے گھبرا کر اناٹومی کی کتاب پر سر جھکا لیا۔

"وہ کیسے آپا۔۔۔؟" مونا بے تابی سے بولی۔

"جب کوئی شخص نفس کو اپنا معبود بنا کر شریعت کی حدود و قیود سے بے نیاز ہو جائے' سرکشی پر اتر آئے تو اللہ اس سے دیکھنے' سننے اور سمجھنے کی ساری صلاحیتیں چھین لیتا ہے' جب دلوں پر مہر لگ جائے تو انسان کی آنکھیں وہی دیکھتی ہیں جو وہ دیکھنا چاہتا ہے۔ وہی سنتی ہیں' جو وہ سننا چاہتا ہے۔"

صالحہ بیگم کی آنکھوں سے بے آواز آنسو ایک لڑی کی صورت میں بہہ نکلے۔ اس سمے وہ لوا سی کا ایک ایسا صحرا لگ رہی تھیں' جس کے دامن سے انسان کو سوائے پیاس اور تھکن کے کچھ نہیں ملتا۔ عدینہ اور مونا دونوں کو دھچکا لگا۔ آپا کمرے سے جا چکی تھیں۔ وہ دونوں بھی آہستگی سے باہر نکل آئیں۔ آپا صالحہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر عدینہ کو اپنی ناراضی بھی وقتی طور پر بھول گئی۔

"آخر ایسی کیا بات تھی جو آپا صالحہ کو رلا گئی۔۔۔؟"

عدینہ پریشان ہو رہی تھی۔ جب کہ مونا کا ذہن ابھی تک اس مارننگ شو کی خاتون کی بات میں الجھا ہوا تھا۔

"آپ کا کیا خیال ہے' وہ عورت ٹھیک کہہ رہی

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی؟" مونا فکر مندی سے بولی۔

"ویسے تو اللہ بہتر جانتا ہے، لیکن میرے خیال میں اس خاتون کے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ ہوا ہوگا....." عدینہ نے مونا کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"کیا مطلب...؟" مونا نے بے تابی سے پوچھا۔

"چونکہ وہ عورت گناہ کے گہرے احساس سے مغلوب ہو کر وہاں گئی تھی، اس لیے ہو سکتا ہے، اسے ایسا محسوس ہوا ہو۔" عدینہ نے سنجیدگی سے جواب دیا، اس کا دماغ ابھی تک آپا صالحہ کے آنسوؤں میں الجھا ہوا تھا۔

"پتا نہیں کیوں، مجھے لگتا ہے آپا ٹھیک کہہ رہی تھیں..." مونا نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہو سکتا ہے..." عدینہ نے... لاپروائی سے کندھے اچکائے۔ وہ دونوں چلتے چلتے جامن کے درخت کے نیچے آن کھڑی ہوئیں۔

"آپ سے ایک بات پوچھوں عدینہ باجی...؟" مونا نے موضوع گفتگو بدلا۔

"ہاں، پوچھو..." عدینہ نے مسکرا کر اپنی چھوٹی سی دوست کو دیکھا، جس سے اسے سگی بہنوں کی طرح محبت تھی۔

"آپ واقعی عبداللہ سے بات نہیں کریں گی..." مونا نے ہلکا سا تعجب کر پوچھا۔

"نہیں..." عدینہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"اس کا مطلب ہے آپ کو ان سے محبت تھی ہی نہیں..." اس نے منہ بنایا۔

"مجھے اب بھی اس سے محبت ہے، لیکن میں ایسی محبت کو نہیں مانتی، جسے ہر لمحہ اپنے ہونے کے لیے ثبوت کی ضرورت ہو۔" عدینہ نے لاپروائی سے کہا۔

"بہت ظالم ہیں آپ..." مونا کو اس کا فیصلہ بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"اپنے مذہب اور معاشرے کی اخلاقی اقدار کا خیال رکھنے کے لیے اپنے نفس پر ظلم کرنا پڑتا ہے کیونکہ نفس کا گھوڑا تو بے لگام ہوتا ہے۔ جہاں چاہے دوڑا کر لے جائے۔ وہ تو حدود قیود سے آزاد ہوتا ہے۔"

عدینہ اور مونا چلتے چلتے بے بے کے تندور کے پاس چلی آئیں۔ جو کہ بالکل ٹھنڈا پڑا تھا کیونکہ دونوں سے بے بے نے اس میں آگ نہیں سلگائی تھی۔ تندور کے پاس کافی سارا سوکھا بالن اور ردی... کاغذوں کا ڈھیر تھا۔ جو شاید آپا نے اسٹور روم سے نکلوائے تھے۔

عدینہ کی نظر اچانک چارلس ڈکنز کی کتاب Great Expectations پر پڑی، وہ چونک گئی۔ کتاب خاصی بوسیدہ حالت میں تھی۔ اس کے کافی صفحات کو دیمک کھا گئی تھی۔ وہ سخت حیرانگی سے اس کتاب کو کھول کر دیکھ رہی تھی، اچانک اس کے اندر سے ایک بہت پرانی بلیک اینڈ وائٹ پاسپورٹ سائز کی تصویر نکل کر زمین پر جا گری۔ جسے مونا نے فوراً" اٹھا لیا۔

"ارے یہ کس کا فوٹو ہے...؟" مونا نے الجھن بھرے انداز سے تصویر کو دیکھا۔ سیاہ پینٹ کوٹ میں فرنچ کٹ داڑھی کے ساتھ وہ شخص اپنے دور کا خاصا ہینڈسم اور فیشن ایبل مرد لگ رہا تھا۔ عدینہ نے اسے پہچاننے کی کوشش کی، لیکن ناکام ہو گئی۔

"یہ کتاب کہاں سے آئی گھر میں؟" عدینہ نے حیرانگی سے مونا سے دریافت کیا۔

"میں نے اسٹور کی پرچھتی سے یہ سارا گند اتارا تھا۔" مونا نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "لیکن یہ بندہ ہے کون؟ آپا سے پوچھوں؟"

"خبردار... آپا کا پتا ہے ناں۔" عدینہ نے اسے ڈرا کر تصویر پکڑی اور اپنے کمرے میں لے آئی۔ کافی دیر تک وہ بغور اس تصویر کا جائزہ لیتی رہی اور پھر تھک کر اپنی ڈائری میں رکھ دی۔ وہ اسے پہچاننے سے قاصر تھی۔

"ہو سکتا ہے، ابا جی کے کسی کزن کی ہو۔" اس نے خود کو مطمئن کیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ ذہن کے پردے پر عبداللہ کی وہ خفا خفا سی آنکھیں ابھریں اور اسے ایک دفعہ پھر بے چین کر گئیں۔ وہ ایک دفعہ پھر عبداللہ کو سوچنے لگی۔

"کیا سوچتا ہوگا وہ، میں نے اس کے ساتھ رابطہ

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیوں نہیں کیا۔" کوئی ہزارویں دفعہ اس نے یہ جملہ سوچا۔ ایک دفعہ پھر اس کا سارا سکون غارت ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

"تیمور اپنی چیپ حرکتوں سے کبھی باز نہیں آ سکتا۔" ڈاکٹر بینش کافی کے دو کپ لیے آغاجی کے اسٹڈی روم میں داخل ہوتے ہوئے غصے سے بولیں۔ اکثر شام کو دونوں باپ بیٹی ڈسکشن کرتے ہوئے کافی اکٹھے پیا کرتے تھے۔

"اب کیا کیا اس نے۔؟" آغاجی نے گود میں رکھی میڈیکل کی بھاری کتاب بند کی اور اپنی اکلوتی بیٹی کا چہرہ غور سے دیکھا، جس پر تیمور کے نام پر دنیا جہاں کی بیزاری اور کوفت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"اپنی چھٹانک بھر کی بیٹی کو نئی گاڑی لے کر دے دی اس نے۔" انہوں نے کمرے کی کھڑکیوں سے پردے ہٹاتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

"تو کیا ہوا؟ اس کی بیٹی ہے اوریدا' وہ لے کر دے سکتا ہے۔" آغاجی نے لاپروائی سے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے جھنجوڑ دیا۔

"آپ کو اصل بات کا علم نہیں ہے آغاجی۔" وہ جھنجھلا کر چیخیں۔

"اچھا تو جو اصل بات ہے وہ تم بتا دو مجھے۔" ان کے اطمینان میں ذرہ بھر جو فرق آیا ہو۔ ڈاکٹر بینش ان کو سارا واقعہ سنا چکی تھیں جسے آغاجی نے بہت اطمینان اور سکون سے سن کر سنجیدگی سے کہا۔ "بہت غلط کیا تم نے ارسم کے ساتھ۔۔۔؟"

"ارسم کے ساتھ۔۔؟" وہ چونکیں۔ وہ تو سمجھ رہی تھیں انہوں نے اوریدا کی طبیعت صاف کی ہے۔

"تمہیں اندازہ ہے' تمہاری اس حرکت سے تمہارا بیٹا کتنا ہرٹ ہوا ہو گا؟"

"ارسم ایسی چھوٹی موٹی باتوں کو سیریس نہیں لیتا۔" انہوں نے آغاجی سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے بڑے رشتوں میں ایسے بدگمانی کے سوراخ کر دیتی ہیں کہ انسان ساری عمران سوراخوں میں وضاحتوں کی اینٹیں لگا کر بھی اپنے خوب صورت رشتے کو نہیں بچا سکتا۔" آغاجی نے اپنے مخصوص اور دو ٹوک انداز میں کہا وہ الجھ سی گئیں۔

"دیکھ لینا ارسم! اب تمہاری گاڑی کو بھی ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔" انہوں نے مزید اپنی بیٹی کا سکون غارت کیا۔

"ایسا نہیں ہے آغاجی' وہ جانتا ہے مجھے وقتی طور پر غصہ آتا ہے۔"

"تو ٹھیک ہے' آزما کر دیکھ لینا۔" ڈاکٹر بینش کو آزمانے کے لیے زیادہ دیر انتظار کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

اسی رات جب وہ ان کے اسٹڈی روم کے کونے میں رکھی میز پر ایک مریض کی فائل کھولے کیس کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ارسم بے تکلفی سے دروازہ کھول کر آغاجی کے پاس چلا آیا۔ جو اپنے کمپیوٹر ٹیبل کے سامنے بیٹھے تھے۔

"آغاجی آپ کی گاڑی کی چابی کہاں ہے' مجھے ذرا مارکیٹ تک جانا ہے۔" ارسم کی آواز پر ڈاکٹر بینش نے مڑ کر دیکھا۔ ارسم ان کی موجودگی سے بے خبر تھا' ورنہ اس طرح بلند آواز میں آغاجی کو مخاطب نہ کرتا۔

"میری گاڑی لے جاؤ' اس کی چابی پڑی ہے لاؤنج میں۔" انہوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا' جو اب قدرے سنجیدہ سا لگ رہا تھا۔

"تھینک یو ماما' لیکن مجھے اس وقت آغاجی کی ہی گاڑی چاہیے۔" اس کا انداز ڈاکٹر بینش کو سلگا سا گیا۔

"میرے بیڈ روم کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی ہیں چابیاں' وہاں سے لے لو۔" آغاجی نے ممکنہ بحث سے بچنے کے لیے ارسم کو منظر سے غائب کیا۔

"تھینک یو آغاجی۔" وہ فوراً اسٹڈی روم سے نکل آیا۔

"آپ نے اس کے اسٹائل دیکھے ہیں۔" ڈاکٹر بینش تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھیں اور شکایتی نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

”میں نے کہا تھا ناں۔ وہ تمہاری گاڑی اب استعمال نہیں کرے گا۔“ آغا جی نے انہیں یاد دلایا۔ وہ جھنجھلا سی اٹھیں۔

”اب یہ اتنی سی عمر میں اپنی اماں کو اناد کھائے گا۔ دماغ خراب کردیا ہے اس لڑکی نے اس کا۔“

”اس میں اوریدا کا کوئی قصور نہیں‘ اس کا مزاج شروع سے ہی ایسا ہے‘ یاد نہیں ایک دفعہ تم نے اسے اپنا سیل فون اٹھانے سے منع کیا تھا‘ دوبارہ جو کبھی اس نے ہاتھ لگایا ہو اسے۔“

آغا جی نے انہیں یاد دلایا لیکن ڈاکٹر بینش کو سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف تھا۔ وہ اپنے پوائنٹ سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوتی تھیں۔ اس وقت بھی وہ کیس کو بھول کر ارصم کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش میں مگن ہو گئیں۔

☼ ☼ ☼

”اوریدا ہزار دفعہ سمجھایا ہے کلچ سے آہستہ آہستہ پاؤں ہٹایا کرو‘ تم ایک دم اٹھا لیتی ہو‘ اس لیے گاڑی بار بار بند ہوتی ہے۔“ اوریدا کے ایگزام ختم ہو چکے تھے اور وہ اس وقت ارصم کے ساتھ ایک خالی پلاٹ میں گاڑی چلانا سیکھ رہی تھی۔

”کیا مصیبت ہے پاپا کو آٹومیٹک گاڑی لے کر دینی چاہیے تھی۔“ وہ کلچ‘ بریک اور گیئر کے چکر میں الجھی ہوئی بیزاری سے ناک چڑھا کر بولی۔

”اتنا آسان کام تو ہے ڈرائیونگ کرنا۔“ ارصم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر گیئر کی پریکٹس کروانی شروع کی۔

”یہ تیسرا گیئر نہیں لگتا مجھ سے۔“ وہ تپ کر نیچے اتر آئی۔

”تم ہر کام سیکھنے سے پہلے اتنا شور کیوں مچاتی ہو اوریدا؟ میں چلا گیا تو کوئی بھی اتنی محنت سے نہیں سکھائے گا تمہیں۔“ ارصم ٹشو سے چہرہ صاف کرتے ہوئے نرمی سے بولا۔

”تم کہاں جاؤ گے...؟“ وہ بوکھلا سی گئی۔

”ماما سوچ رہی ہیں مجھے میڈیکل کے لیے کنگ ایڈورڈ لاہور میں بھیجیں گی۔“ ارصم نے اس کی سماعتوں میں ایک بم ہی تو پھوڑا تھا۔ اوریدا کے حواس بالکل ہی ساتھ چھوڑ گئے‘ وہ کئی لمحے تو بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی اور ایک دم ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

”بھئی تمہیں سکھا کر جاؤں گا ڈرائیونگ‘ ٹینشن کیوں لے رہی ہو۔“ ارصم غلط سمجھا تھا۔

”میں اس لیے نہیں رو رہی ہوں۔“ اس نے بازو کی پشت سے آنکھوں کو رگڑا۔

”تو...؟“ وہ حیران ہوا۔

”تم یہاں اسلام آباد یا پنڈی سے بھی تو کر سکتے ہو میڈیکل۔“ اس کی بات پر وہ ایک دم ہنس پڑا۔

”مائی گاڈ۔ تم کتنی بے وقوف ہو اوریدا... میں تو سمجھا۔“ اس نے مسکرا کر بات ادھوری چھوڑی۔

”تم ہمیشہ مجھے غلط سمجھتے ہو۔“ اس کے غلط الزام پر وہ ہکا بکا سا گڑبڑا گیا۔

”لیکن اس میں رونے کی کیا بات ہے؟“ وہ سنبھل کر گویا ہوا۔

”تمہیں معلوم ہے‘ پورے پاکستان میں تمہارے علاوہ کوئی اور میرا دوست نہیں ہے۔“ اس کا جتاتا ہوا انداز ارصم کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

”اسی لیے تو کہتا ہوں کہ تم اپنی کلاس میں اچھی اچھی لڑکیوں سے فرینڈ شپ کر لو۔“ اس نے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے مفت مشورہ دیا۔

”لڑکیاں کبھی بھی اچھی دوست نہیں ہوتیں۔“ اوریدا کے اپنے نظریات تھے۔

”اور پاکستان میں لڑکوں سے دوستی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔“ ارصم نے سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

”مجھے معلوم ہے۔“ وہ برا سا منہ بناتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

”تمہارا رزلٹ آ رہا ہے کل۔“ ارصم کی اطلاع پر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پھر ایف ایس سی میں ایڈمیشن ہو گی ناں۔۔۔؟" ارصم نے اسے چھیڑا۔

"نفرت ہے مجھے میڈیکل سے۔۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

"اوں ہوں۔۔۔ ایسے نہیں کہتے' بلکہ اچھی بات ہے ناں' تم بھی میرٹ بنا کر اسی کالج میں آجانا' جہاں میں تمہارا سینئر ہوں گا۔" ارصم کے مشورے پر وہ بے ساختہ خوش ہوئی' لیکن اگلے ہی لمحے اس کا سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"میرا تو مر کر بھی میرٹ نہیں بنے گا۔" وہ اپنے بارے میں کافی خود آگاہ تھی۔ ارصم نے اس بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ وہ دونوں لمبی واک کر کے گھر پہنچے تو ارصم اپنے پورشن کی طرف بڑھ گیا' جبکہ وہ اپنے لاؤنج میں داخل ہوئی۔ بڑی اماں کے ساتھ بڑے ابا کو وہاں بیٹھے دیکھ کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اسے دیکھتے ہی بڑی اماں کو اچانک یاد آیا۔

"تمہاری رات طبیعت خراب تھی کیا؟" بڑی اماں نے جانچتی نگاہوں سے اپنی پوتی کو دیکھا' جو کہیں سے بھی بیمار نہیں لگ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔" اس نے فوراً" نفی میں سر ہلایا۔

"پھر سات سمندر پار بیٹھے تمہارے باپ کو کیا کوئی خواب آیا تھا۔۔۔؟" بڑی اماں نے ناراض نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا تو اوریدا کو ایک دم ہی یاد آ گیا۔

"وہ۔۔۔" اس نے لمبا سا "وہ" لوا کیا تو بڑی اماں کو ایک لمحے میں احساس ہو گیا کہ یہ آگ واقعی ان کی اسی پوتی کی لگائی ہوئی ہے۔ وہ تپ سی گئیں۔

"وہ تو رات بلکا ساز کام تھا مجھے' جب پاپا سے بات کر رہی تھی میں۔۔۔" اس نے شرمندگی سے وضاحت کی۔

"ہزار دفعہ سمجھایا ہے ایسی باتیں مت بتایا کرو اسے' تمہیں تو ہلکا ساز کام تھا' اسے پریشانی سے وہاں بیٹھ کر بخار ہونے لگتا ہے۔" بڑی اماں نے بیزاری سے سر جھٹکا تو اوریدا ٹھیک ٹھاک شرمندہ ہو گئی۔

"اب تو تم بدھ بن کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں' وہ کچن میں رکھا میٹھی سویوں کا باؤل ارصم کو دے کر آؤ۔" وہ جلدی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"بڑے ابا' پاپا سے کیوں خفا ہیں اتنا۔۔۔" بڑا سا لان عبور کرتے ہوئے وہ یہی بات سوچتی ہوئی ارصم کے پورشن کی طرف بڑھی جیسے ہی اس نے لاؤنج کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا' آنٹی بینش کی تیز اور تلخ آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

"آغا جی' تیمور کی بیٹی مر مر کر بی گریڈ بھی لے لے تو بڑی بات ہے۔ آپ میڈیکل میں جانے کی بات کر رہے ہیں۔" آنٹی بینش کا سلگتا لہجہ اوریدا نے بغور سنا تھا۔ وہ ٹھٹک کر وہیں رک گئی۔

"مجھے تو لگتا ہے اس دفعہ کہیں ایک آدھ کمپارٹ ہی نہ آجائے اس کی۔" وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"اب اتنی بھی نالائق نہیں ہے وہ۔" آغا جی ہمیشہ غیر جانبدار ہو کر بات کرتے تھے۔

"آپ کو نہیں پتا' شکل تو باپ کی لے لی' ذہانت میں پوری ماں پر ہے۔ اسی کی طرح ڈفر اور نالائق۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسیں۔ ان کی ہنسی کی آواز نے اوریدا کو شرمندگی کے عمیق گڑھے میں اوندھے منہ گرایا تھا۔ وہ اندر جانے کی ہمت نہیں کر سکی۔ سن ہوتے ہوئے دماغ کے ساتھ وہ کچھ دیر تو لان چیئر پر بیٹھی رہی اور پھر کچھ سوچ کر اس کے قدم سرونٹ کوارٹر کی طرف اٹھ گئے۔ وہ آنٹی بینش کی کڑوی باتیں سن کر میٹھی سویاں اندر لے جانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔

اس لیے چوکیدار کے خاندان پر یہ عنایت کر کے خود آ کر اپنے بیڈ روم میں بیٹھ گئی۔ وہ اب دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ اللہ کرے بڑی اماں ارصم سے سویوں کا نہ پوچھیں' ورنہ اس کی شامت یقینی تھی۔

☼ ☼ ☼

"اوہ نو۔۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔۔" شانزے ہیئر ڈرائیر سے اپنے بال خشک کرتے ہوئے پرجوش انداز سے بولی۔

"اس میں یقین نہ کرنے والی کیا بات ہے۔" رباب

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
  ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
  ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جا سکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے سنا دئی۔ بے شانزے کا خوش و خرم چہرہ دیکھا تو اسے احساس ہوا۔ خوشی کے رنگ عام سے چہرے کو بھی کتنا خوب صورت بنا دیتے ہیں' یہ تو شانزے کا حسین چہرہ تھا جو اس وقت لشکارے مار رہا تھا۔

"جب ارسل صاحب نے مجھے کال کی اور بتایا کہ ایڈ کے لیے مجھے سلیکٹ کر لیا گیا ہے تو سچ پوچھو میں کئی لمحے تک بول ہی نہیں سکی۔" وہ ایک دفعہ پھر شروع ہو چکی تھی۔ آج اسے ٹی سی کے ریفرنس سے ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی کی طرف سے کال آئی تھی اور پچھلے دو گھنٹوں سے اس کی تیاریاں جاری تھیں۔

"اچھی اچھا زیادہ خوش نہیں ہوتے' کبھی کبھار انسان کو اپنی ہی نظر لگ جاتی ہے۔" رباب نے اسے ٹوکا۔

"تم دیکھنا رباب' اس ایڈ کے بعد میرے پاس کام کا ڈھیر لگ جائے گا۔" وہ اپنی ہی دھن میں مستقبل کے خوشنما خواب دن میں دیکھ رہی تھی۔

"ان شاء اللہ۔" رباب نے خلوص دل سے کہا۔

"فیشن شو والے دن بھی مجھے کسی ماڈل گرل کی ہی بری نظر لگی ہو گی' ورنہ میں تو اس سے بھی بڑی ہیل پہن کر بڑے آرام سے چل سکتی ہوں۔" شانزے نے بڑی مہارت سے بش آن لگاتے ہوئے رباب کی بات کو آگے بڑھایا۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مار لیا کرو۔" رباب کے پاس ہر چیز کا روحانی علاج موجود تھا۔

"سچ پوچھو تو یار! چار قل میں سے صرف تین آتے ہیں مجھے۔" وہ عجیب سی شرمندگی سے مسکارے کا ڈھکن کھول رہی تھی۔

"کسی دن ٹائم نکال کر یاد کر لو ناں۔" رباب نے اس کی پھیلائی ہوئی چیزیں سمیٹنا شروع کر دیں۔

"یار بہت مشکل ہیں' تم ہی پڑھ کر پھونک دیا کرو ناں' آخر روم میٹ ہو تم میری۔" شانزے کا موڈ آج خاصا خوشگوار تھا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔" رباب نے گیلا تولیہ واش روم کے اسٹینڈ پر رکھا۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں۔" شانزے کی تسلی نہیں ہو پا رہی تھی' سفید نیٹ کی میکسی میں وہ ہلکے میک اپ کے ساتھ خاصی دلکش لگ رہی تھی۔

"ماشاء اللہ۔ ایسا لگتا ہے چاند زمین پر اتر آیا ہو۔" رباب نے کھلے دل سے اسے سراہا۔ وہ مسکرا کر اپنے ہائی ہیل سینڈل پہننے لگی' نازک پنیوں والے سفید سینڈلز میں اس کے خوب صورت پیروں پر نظر نہیں ٹھہر رہی تھی۔ اس نے ہنڈ ریڈ کلر کی نیل پالش اپنے لمبے لمبے ناخنوں پر لگا رکھی تھی۔

"دعا کرنا۔" اس نے اپنا سفید موتیوں والا کلچ اٹھاتے ہوئے رباب سے درخواست کی۔

"دھیان سے جانا۔" رباب نے فکر مند انداز میں اسے نصیحت کی۔

"تم کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو؟" وہ جاتے جاتے پلٹی اور خوشگوار انداز سے مسکرائی۔

"میرا خیال ہے گیٹ کیپر سے کہہ کر ٹیکسی گیٹ پر منگوا لو۔" رباب اس کے لیے ایسی ہی کیئرنگ تھی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر فکر مند ہونے والی۔

"ارے رہنے دو یار' خوامخواہ سات آٹھ سو مانگ لے گا' میں مین روڈ سے لے لوں گی۔" اس نے لاپروائی سے کہتے ہوئے ایک دفعہ پھر دیوار پر فکس بڑے سارے شیشے میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ اب کھل کر کسی فاتح کی طرح مسکرا رہی تھی۔

شانزے جیسے ہی اپنے روم سے نکلی' کوریڈور سے گزرتی لڑکیوں نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ لڑکیوں کی توصیفی نگاہیں اس کے لیے نئی نہیں تھیں۔ وہ اس وقت خود کو خاصا ازجینک محسوس کر رہی تھی۔

"کس کے دل پر بجلیاں گرانے جا رہی ہو۔؟" سوشیالوجی کی اقصیٰ نے اسے شرارت سے چھیڑا۔ ویسے بھی اس کے تعلقات شانزے کے ساتھ بہتر تھے۔ ورنہ کسی اور کو ایسا بے تکلفانہ تبصرہ کرنے کی اجازت کم از کم شانزے نہیں دے سکتی تھی۔

"ابھی تو ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی والوں نے بلایا

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے مجھے۔" اس نے بڑی ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکا دیا۔

"یار جس ایڈ میں اتنی آفت ماڈل ہوگی' وہ چیز تو لوگ ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔" قصیٰ کے توصیفی جملے نے اس کا سیروں خون بڑھا دیا۔

گیٹ تک اس نے بہت سے کمنٹس اپنا حق سمجھ کر وصول کیے تھے۔ وہ اب ہوسٹل سے نکل کر مین روڈ کی طرف جا رہی تھی۔ روڈ پر خاصا رش تھا۔ وہ بڑے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہی تھی۔

اچانک دو منچلے لڑکے بائیک پر ون ویلنگ کرتے ہوئے ایک گلی سے نمودار ہوئے۔ شانزے ڈر کر ہلکا سا پیچھے ہٹی۔ وہ دونوں اب گول گول دائروں کی صورت میں شانزے کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ شانزے اس وقت کسی خوفزدہ ہرنی کی طرح ان دونوں شرارتی لڑکوں کو دیکھ رہی تھی۔ جو اس کے ڈرنے پر خوش ہو رہے تھے۔ شانزے کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔

اچانک سائیڈ گلی سے ایک گاڑی بڑی تیزی سے برآمد ہوئی اور ایک موٹر سائیکل والا اس کی زد میں آیا۔ وہ موٹر سائیکل سمیت اچھل کر سڑک پر دوسری جانب گرا۔

اور اس کی موٹر سائیکل بے قابو ہو کر سڑک پر موجود شانزے سے ٹکرائی اور اسے لگا جیسے کسی نے گرم گرم سلاخ اس کے جسم میں گھسا دی ہو۔ وہ پشت کے بل زمین پر گری۔ اس کا ماتھا پھٹ چکا تھا اور ماتھے سے نکلنے والا خون سڑک پر پھیلتا جا رہا تھا۔ شانزے کو ایک دفعہ پھر بازی اپنے ہاتھ سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

☼ ☼ ☼

"کہا تھا ناں محنت کرلو اب رونے کا کیا فائدہ۔۔۔؟"

ارصم نے جیسے ہی ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھا' حسب توقع سامنے وہی منظر تھا' جس کی امید لے کر وہ اپنے پورشن سے نکلا تھا۔ اوریدا کا میٹرک کا رزلٹ آچکا تھا۔

وہ صوفے پر دونوں پاؤں اوپر رکھے دھواں دھار انداز میں رونے میں مصروف تھی۔ ارصم کو دیکھتے ہی آنسوؤں میں ایک دم ہی روانی آگئی۔

"لو آگیا تمہارا ہمدرد۔" بڑی اماں نے ارصم کو دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔

"تم ہی سمجھاؤ اسے' میرا تو بول بول کر منہ دکھنے لگا ہے۔" بڑی اماں اس کے مسلسل رونے پر خاصی کوفت کا شکار تھیں۔

"اوریدا کیا پرابلم ہے' پاس تو ہو گئی ہو۔۔۔؟" وہ اس کے پاس بیٹھ کر ہمدردی سے گویا ہوا۔

"ہونہہ سی گریڈ میں۔۔۔" وہ روتے روتے تلخ انداز میں بولی۔

"تو محنت کرنی تھی ناں۔۔۔" بڑی اماں بھی زخموں پر نمک چھڑکنے میں ماہر تھیں۔

"کیا محنت کرتی۔۔۔؟" وہ جھنجلا کر کھڑی ہوئی۔ "ماما کی ڈیتھ کے بعد میں نے نائنتھ کے پیپرز بغیر تیاری کے دیے تھے۔"

"تو اب تو پورا سال تھا ناں تمہارے پاس اس سال محنت کر لیتیں۔۔۔" بڑی اماں نے منہ بنا کر پاس رکھا باداموں کا جار کھولا اور دو تین بادام منہ میں ڈالے۔ اس وقت ان کا دماغ بری طرح چکرا رہا تھا۔

"آپ سب لوگوں کی بددعاؤں سے ہی میرا سی گریڈ آیا ہے۔" وہ ہمیشہ کی طرح بغیر سوچے سمجھے بولی تو بڑی اماں کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی۔

اسی وقت بڑے ابا' اپنی بھتیجی بینش کے ساتھ ہاسپٹل سے گھر پہنچے' وہ دونوں لاؤنج میں داخل ہو رہے تھے۔ ارصم نے انہیں دیکھ لیا تھا جبکہ اوریدا اور بڑی اماں کی ان کی جانب پشت تھی اس لیے انہیں ان کی آمد کا احساس نہیں ہوا۔

"اچھا۔۔۔؟ کس نے دی تمہیں ایسی بددعا؟" بڑی اماں نے محض مزا لینے کے لیے پوچھا۔

"آنٹی بیا اور بڑے ابا نے۔۔۔" اس نے ترخ کر جواب دیا۔ لاؤنج میں داخل ہوتے بڑے ابا اور ڈاکٹر

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بینش کو جھٹکا ہی تو لگا تھا۔

"وہ لوگ ہی چاہتے تھے میں فیل ہو جاؤں۔" اوریدا کی بات پر بڑے ابا ہلکا سا کھنکھارے' اوریدا نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا۔ وہ بالکل پتھر کی ہو گئی تھی۔ بینش آنٹی نے کھا جانے والی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اوریدا کا چہرہ فق ہو گیا۔ بڑے ابا ایک سرد سی نگاہ اس پر ڈال کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"اسلام علیکم۔" ڈاکٹر بینش کی آواز پر بڑی اماں بھی گڑبڑا سی گئیں۔ وہ خفا نگاہوں سے اوریدا کو گھور رہی تھیں' جو حواس باختہ سے انداز سے کھڑی تھی۔

"اوریدا! تم جاؤ اندر۔" بڑی اماں نے سب سے پہلے مجرم کو منظر عام سے ہٹانے کی کوشش کی۔

"تائی اماں' اپنی پوتی کو بتا دیجیے گا میرے پاس بد دعاؤں کا اتنا فالتو اسٹاک نہیں ہے جو میں ایروں غیروں پر لٹاتی پھروں۔" ڈاکٹر بینش ٹھیک ٹھاک برا مان چکی تھیں اور اس کا اظہار ان کے سرد لہجے سے ہو رہا تھا۔

"ارے بیہ تو بچی ہے' اسے کیا پتا۔" بڑی اماں نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔

"ہونہہ بچی۔" وہ استہزائیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بڑے ابا کی اسٹڈی کی طرف بڑھ گئیں۔

"ارصم اب کیا ہو گا۔؟" وہ خوف زدہ لہجے میں اس سے کوئی پانچویں بار پوچھ چکی تھی۔ وہ دونوں اس وقت لان کی طرف نکل آئے تھے اور یونہی چہل قدمی کر رہے تھے۔ اوریدا کو اپنا رزلٹ بھول کر اب نئی پریشانی لاحق ہو گئی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا' ڈونٹ وری۔" ارصم ہر قسم کے حالات میں پُرسکون رہتا تھا۔

"آنٹی بینش تو سخت ناراض ہو چکی ہیں مجھ سے۔"

"وہ تم سے خوش ہی کب تھیں۔" ارصم نے اس کا مذاق اڑایا تو وہ فوراً" ہی مشتعل ہو گئی۔ "ہاں کمہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔"

"انکل تیمور کو بتایا تم نے اپنے رزلٹ کا۔؟" ارصم نے اس کا دھیان بٹانے کو خاصا غلط سوال پوچھ لیا تھا۔ اوریدا کی آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"مجھے لگتا ہے' تم نے اپنی آنکھوں کے پیچھے کوئی ٹیوب ویل لگا رکھا ہے جو ہر وقت چلتا رہتا ہے۔" وہ ہلکا سا چڑ کر بولا۔

"تمہیں اتنی باتیں سننی پڑیں تو پھر پتا چلے ناں۔" وہ جتنی جلدی رونا شروع کرتی تھی اتنی ہی جلدی چپ بھی کر جاتی تھی۔ "پاپا نے ٹھیک ٹھاک سنائی ہیں مجھے۔ بہت زیادہ ہرٹ ہوئے ہیں وہ میرے سی گریڈ سے۔"

"چلو ایف ایس سی میں ان کے گلے دور کر دینا۔" ارصم نے ہلکے پھلکے انداز سے کہا' وہ دونوں گیٹ کھول کر باہر نکل آئے۔ اب لمبی سڑک پر واک کرنے لگے۔ سڑک بالکل سنسان تھی۔

"مجھے ایف ایس سی نہیں کرنی۔ میں فائن آرٹس پڑھوں گی اب۔" وہ ارادہ کر چکی تھی' ارصم ایک لمحے کو چپ ہوا اور پھر اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"میرے کہنے پر بھی نہیں کرو گی۔؟" ارصم کی بات پر اس کے قدم سست ہوئے۔ وہ چلتے چلتے رک گئی۔ اس نے چونک کر ارصم کی طرف دیکھا۔ شاہ بلوط کے درختوں پر اترتی شام بڑے دل سے مسکرائی۔ وہ اپنے دونوں بازو سینے پر باندھے بڑے مزے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اوریدا کا دل عجیب سی لے میں دھڑکا۔

"چلو ٹھیک ہے اگر فائن آرٹس میں کرنا چاہتی ہو تو اسی میں کر لو۔" وہ زیادہ دیر تک کسی کو اپنے لیے امتحان میں نہیں ڈال سکتا تھا' یہ تو اس کے سامنے اوریدا تھی جس کی پڑھائی سے دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ اگر تیمور کا ڈر اور ارصم کی محنت نہ ہوتی تو شاید وہ اپنی ماں کی اچانک وفات کے بعد کبھی بھی نہیں پڑھ سکتی تھی۔

"نہیں۔ میں سوچوں گی۔" ارصم کو وہ کبھی بھی دو ٹوک انداز میں انکار نہیں کر سکتی تھی۔

"میرا خیال ہے گھر چلنا چاہیے' کافی دیر ہو گئی۔" وہ چلتے چلتے کافی دور نکل آئے تھے۔

☼ ☼ ☼

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اگلا پورا ہفتہ وہ آنٹی بینش اور بڑے ابا سے دانستہ چھپتی رہی، لیکن دس دن کے بعد آنٹی بینا سے اس کا سامنا ہو ہی گیا۔ ناشتے کی میز پر وہ 'بڑی اماں اور بڑے ابا کے ساتھ موجود تھی' جب آنٹی بینش بڑے پُرجوش انداز میں ڈائننگ روم میں داخل ہوئیں۔

"بڑے ابا' مبارک ہو' ارحم نے ایف ایس سی میں ٹاپ کیا ہے۔" آنٹی بینش نے یہ اطلاع تو سب کو دی تھی' لیکن ان کا جتاتا ہوا لہجہ اور طنزیہ نگاہوں سے اوریدا کو دیکھنا بڑی اماں نے بطور خاص نوٹ کیا۔

"ماشاء اللہ بہت بہت مبارک ہو' ارحم مجھے کبھی بھی مایوس نہیں کرتا' بہت جینیس ہے وہ۔" اوریدا نے پہلی دفعہ بڑے ابا کو اتنا خوش دیکھا تھا۔

"ظاہر ہے بڑے ابا! بیٹا کس کا ہے۔" آنٹی بینش کے لہجے میں چھپی خود پرستی اوریدا کے لیے نئی تھی۔

"تو پھر کب کر رہی ہو سیلیبریشن۔۔۔؟" بڑے ابا' آنٹی بینش کے ساتھ باتیں کرتے کرتے ڈائننگ روم سے نکل گئے۔

"یہ تو پہلے ہی کسی کو جینے نہیں دیتی تھیں اب تو:" بوا رحمت چائے کا فلاسک لاتے ہوئے بیزاری سے بڑبڑائیں۔

"اپنی اپنی قسمت کی بات ہے بوا' ورنہ ٹاپ تو میری طیبہ نے بھی کیا تھا۔" بڑی اماں نے رنجیدہ سے انداز سے آہ بھری۔ "تب بھی جلال صاحب اتنا خوش نہیں ہوئے تھے جتنا بینش بی کی اولاد کے لیے ہو رہے ہیں۔"

"ساری زندگی بھتیجی سے فرصت ملتی تو کسی اور کی طرف دیکھتے۔" بوا رحمت سارے خاندانی رازوں سے واقف تھیں۔

"پاپا' ارحم نے بورڈ میں ٹاپ کیا ہے۔" اس نے جھٹ سے باپ کو فون ملایا اور بڑے پُرجوش انداز سے اطلاع دی۔

"کاش کہ ایسی کوئی نیوز تم مجھے اپنے حوالے سے دیتیں تو مجھے بھی خوش ہونے کا موقع ملتا۔" دوسری جانب تیمور نے خاصا جل کر کہا۔ اوریدا پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

"تمہارے اس "سی" گریڈ نے مجھے بڑے ابا کے سامنے جتنا "ڈی" گریڈ کیا ہے تم اس ذلت کا احساس نہیں کر سکتیں۔ بہت مایوس کیا ہے تم نے مجھے اوریدا:" وہ فون بند کر چکے تھے۔ ارحم کے اچھے رزلٹ نے ان کے سارے زخم ہرے کر دیے تھے' ان کی بہت خواہش تھی کہ اوریدا ان کی طرح آؤٹ اسٹینڈنگ اسٹوڈنٹ ہوتی' لیکن اوریدا نے ان کے بیٹے ماہیر کے مقابلے میں ہمیشہ انہیں مایوس ہی کیا تھا۔

"میرے اتنے اچھے رزلٹ کی لگتا ہے تمہیں بالکل خوشی نہیں ہوئی۔" وہ اس شام ارحم کے ساتھ سنائل ریسٹورنٹ میں تھی۔ ارحم اسے بڑی اماں سے اجازت لے کر اسپیشل ڈنر کروانے لایا تھا۔ وہ کچھ چپ چپ سی تھی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔" وہ پھیکے سے انداز سے مسکرائی۔

"پھر ایسے منہ بنا کر کیوں بیٹھی ہو۔۔۔؟" ارحم نے دونوں کہنیاں میز پر رکھ کر اس کی طرف غور سے دیکھا' وہ کچھ پزل ہوئی۔

"ایسے ہی پاپا کی باتیں بار بار ذہن میں آ رہی تھیں۔" اس کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔ "ایک بات پوچھوں ارحم۔۔۔؟"

"ہاں ضرور۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے اوریدا کو دیکھا جس کے چہرے پر افسردگی صاف جھلک رہی تھی۔

"ارحم! کیا کبھی میری بھی پوزیشن آ سکتی ہے۔" وہ خفت زدہ انداز سے اٹک اٹک کر بولی۔

"ہاں کیوں نہیں' اگر تم محنت کرو تو۔" وہ اسے کبھی بھی مایوس نہیں کرتا تھا۔

"ہائے ارحم۔۔۔ ہاؤ آر یو۔" شوخ و چنچل سی دو لڑکیاں اچانک ہی کسی ٹیبل سے اٹھ کر ان کے پاس پہنچیں۔ ارحم انہیں دیکھ کر کھل کر مسکرایا۔

"ہائے زرش! کیسی ہو؟ میٹ مائی کزن اوریدا۔" شاکنگ پنک جینز پر بے بی پنک ٹاپ میں ملبوس اس باربی ڈول ٹائپ لڑکی نے بڑی نزاکت سے اپنا ہاتھ

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اوریدا کی طرف بڑھایا۔ اس کے چہرے پر موجود دوستانہ مسکراہٹ کم از کم اوریدا کو اچھی نہیں لگی تھی۔

"اوریدا! یہ زرش آفاق ہے' اس نے بورڈ میں سیکنڈ پوزیشن لی ہے۔" ارصم کے پرجوش انداز پر وہ زبردستی مسکرائی۔

"بہت تیز ہو تم ارصم! ہر دفعہ مجھے زخم لگا جاتے ہو' اب میڈیکل میں دیکھوں گی' کیسے مجھ سے آگے بڑھتے ہو۔" وہ بے تکلفی سے ارصم سے مخاطب ہوئی۔

"تم ایک دفعہ کہہ کر تو دیکھو' میں خود ہی رضاکارانہ طور پر اپنی پوزیشن سے دست بردار ہو جاؤں گا۔" ارصم کے شوخ لہجے پر وہ کھلکھلا کر ہنسی۔ اس کی ہنسی کی پھوار اوریدا کے دل پر کسی گرم پانی کے آبشار کی طرح برسی اور پورا دل ہی جلا گئی۔

"کہاں ایڈمیشن لے رہے ہو۔۔۔؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"تم کہاں لوگی۔۔۔" وہ بھی مکمل طور پر زرش کی طرف متوجہ تھا۔

"تمہیں پتا تو ہے اسکول' کالج ہر جگہ ہم دونوں ہمیشہ ساتھ رہے ہیں' اب پھر ہمیشہ کی طرح جہاں تم' وہاں ہم۔۔۔" وہ خاصے پُراعتماد انداز سے گویا ہوئی۔

"اس کا مطلب ہے اگلے پانچ سال پھر تم سے جان نہیں چھوٹے گی۔" ان دونوں کی چھیڑ چھاڑ اوریدا کے لیے خاصی بے چینی کا باعث بن رہی تھی۔ وہ بیزاری سے سامنے پہاڑوں پر اترتی شام کو دیکھنے لگی' جو اس سے پہلے اسے اتنی بری کبھی نہیں لگی تھی۔

"ماشاء اللہ بہت برلیئنٹ اسٹوڈنٹ ہے یہ۔" اس کے جانے کے بعد ارصم نے توصیفی لہجے میں تبصرہ کیا جو کم از کم اوریدا کو زہر لگا تھا۔

"لگ تو نہیں رہا۔" اوریدا نے برا سا منہ بنایا۔

"ارے نہیں نہیں۔۔۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے' بہت اچھی اسٹوڈنٹ اور بہت زبردست ڈیبیٹر رہی ہے زرش۔" ارصم نے لاپروائی سے فرائیڈ رائس اپنی پلیٹ میں نکالتے ہوئے اسے یقین دلا رہا تھا۔

"تمہاری فرینڈ ہے کیا؟" اوریدا کا انداز خاصا عجیب تھا۔

"ہاں یہی سمجھ لو۔" وہ رشین سلاد اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے اس کی ساری بھوک اڑا چکا تھا۔

"گرل فرینڈ۔۔۔؟" اس کے سوال پر وہ پہلی دفعہ چونکا اور حیرانگی سے اپنی کزن کا بے زار سا چہرہ دیکھا' اسے پہلی دفعہ کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"اوریدا! یہ پاکستان ہے' یہاں گرل فرینڈز نہیں ہوتیں۔۔۔" وہ سنبھل کر بولا۔ "تم کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو؟"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" اوریدا کے سپاٹ لہجے نے اسے حیران کم اور پریشان زیادہ کیا۔

"کوئی بات بری لگی ہے تمہیں؟" وہ ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں رکھ کر اب پریشان نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں تو سمجھتی تھی' میں ہی تمہاری فرینڈ ہوں۔" اس نے شکایتی نگاہوں سے اپنے سامنے بیٹھے ارصم کو دیکھا۔

"تم میری فرینڈ اور کزن بھی تو ہو۔" وہ محتاط انداز سے گویا ہوا۔ سامنے بیٹھی لڑکی کی حساسیت اسے اکثر امتحان میں ڈال دیتی۔

"تم اس کے والے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن مت لینا۔" اس کی عجیب و غریب فرمائش پر وہ بوکھلا گیا۔ اس نے ابھی تک کھانا بھی پلیٹ میں نہیں نکالا تھا اور روٹھے روٹھے انداز سے بیٹھی تھی۔

"اوریدا! کوئی پرابلم ہے تمہارے ساتھ؟" وہ اب سنجیدگی سے اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں تو ویسے ہی کہہ رہی تھی' مجھے اچھی نہیں لگی یہ لڑکی۔" اوریدا نے خود کو سنبھالتے ہوئے دانستہ لاپروا انداز اپنایا۔

"وہ بہت اچھی لڑکی ہے اوریدا! تم غلط سمجھ رہی ہو۔" وہ ہلکا سا جھنجلایا' اوریدا ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں پٹخ کر غصے سے کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہوا؟" وہ حیران ہوا۔

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مجھے گھر جانا ہے۔" اس کا موڈ ٹھیک ٹھاک خراب ہو چکا تھا۔ ارصم کو اس کی یہ حرکت اچھی نہیں لگی۔ میز پر سارا کھانا جوں کا توں پڑا تھا۔ اوریدا نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ ارصم کو خاصا دکھ ہوا۔ وہ خاموشی سے پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ بہت اچھے ڈنر کا اختتام خاصے برے طریقے سے ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

"تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے عدینہ؟" سائرہ نے اس دن ہوسٹل آتے ہی اس سے پوچھا۔

"کیوں کیا ہوا؟" گھر جانے کے لیے پیکنگ کرتے ہوئے وہ چونکی اور اپنی روم میٹ کو دیکھا' جو اپنا سفید اوور آل تہہ کر کے ہینگر میں لٹکا رہی تھی۔

"تمہاری آج کی پریزنٹیشن بھی سو سو تھی اور کل اناٹومی کے ٹیسٹ میں بھی تم نے نمبر اچھے نہیں لیے۔ پروفیسر رضی سخت حیران ہو رہے تھے' انہیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا یہ تمہارا ٹیسٹ ہے۔" سائرہ اس کے پاس آ کر ہمدردی سے بولی۔

"پتا نہیں کیوں' آج کل اسٹڈی میں دل نہیں لگ رہا میرا۔" اس نے صاف گوئی سے کہا اور اپنے بیگ کی زپ بند کی۔ ویک اینڈ کی وجہ سے وہ گھر جا رہی تھی۔

"گھر میں کوئی پرابلم تو نہیں ہے؟" سائرہ پریشان ہوئی۔

"شاید ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔" وہ خود بری طرح الجھی ہوئی اب اپنا عبایا پہن رہی تھی۔

"ڈونٹ وری' اللہ بہتر کرے گا۔" سائرہ نے اسے دلاسا دیا' اسے معلوم تھا' عدینہ اپنے دل کی بات بہت کم شیئر کرتی ہے' اس لیے اس نے اصرار نہیں کیا۔

اس دن وہ ویک اینڈ پر گھر آئی تو پورے ماحول میں عجیب سی افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ گھر کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ اپنا بیگ گھسیٹتی ہوئی صحن میں داخل ہوئی۔ ہر طرف جامن اور کیکر کے درختوں کے پتے بکھرے ہوئے تھے۔ مونا نے آج شاید مدرسے کی بچیوں سے صفائی نہیں کروائی تھی۔ سامنے برآمدے میں بڑی بڑی چھلیں ڈلی ہوئی تھیں جو آپا صالحہ نے خصوصی طور پر ملتان سے منگوائی تھیں۔ وہ جیسے ہی برآمدے میں داخل ہوئی' سامنے بے بے کے ساتھ عبداللہ کی بوڑھی والدہ کو دیکھ کر ٹھٹک گئی اور بوکھلا کر سلام کیا۔

"کیسی ہے دھی رانی۔" عبداللہ کی والدہ نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر پیار دیا۔ انہیں عدینہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔

"ٹھیک ہوں خالہ جی.... آپ کیسی ہیں۔" اس نے بھی سنجیدگی سے ان کا حال پوچھا اور وہیں جم کر بیٹھ گئی۔ شاید اس دشمن جان کی کوئی اطلاع مل جائے۔

"عبداللہ کب آئے گا واپس؟" بے بے نے عدینہ کے دل کی بات پوچھ ہی لی تھی۔

"آج تو ان کا گروپ چین جا رہا ہے' وہاں سے ہو کر پھر آئیں گے وہ لوگ۔" اس خبر نے عدینہ کو اداس کیا۔ پچھلے دس دن سے وہ سخت اذیت میں تھی' آپا کے ساتھ اس کی بات چیت نہ ہونے کے برابر تھی۔

"صالحہ کو ناراض کر کے گیا ہے وہ۔" بے بے نے شکوہ کیا تو اس کی والدہ ایک دم شرمندہ ہو گئیں۔

"کہہ رہا تھا آتے ہی آپ کے پیروں کو ہاتھ لگا کر معافی مانگے گا۔" عبداللہ کی والدہ نے عدینہ کے ہاتھ میں امید کی ڈور تھمائی' وہ افسردہ سے انداز سے اٹھ کر اندر چلی آئی۔

"مشرقی لڑکیوں کی محبتوں کے رنگ بھی عجیب ہوتے ہیں۔ اپنے معاشرے کی اخلاقی اقدار اور روایات کی بھاری چادر اوڑھے وہ محبت جیسا مشکل کام مشکل سے سہی' لیکن کرتی ضرور ہیں۔" وہ بیڈ پر لیٹے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"آپ کو پتا ہے آپا' عبداللہ بھائی سے کیوں خفا تھیں؟" مونا کھانے کی ٹرے لیے اندر چلی آئی' عدینہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"انہوں نے عبداللہ بھائی سے کہا تھا کہ آپ سے فوراً" شادی کر لیں۔" مونا کی بات پر وہ حیران ہوئی' لیکن چپ رہی۔

"جبکہ ان کا کہنا تھا کہ وہ آپ کو میڈیکل کی تعلیم

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے دوران ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتے' بس آپا ناراض ہو گئیں۔" مونا نے وہ گتھی آج سلجھا ہی دی۔

"آپ کا مطالبہ بھی تو نامناسب تھا' بھلا میں اسٹڈی کے ساتھ کیسے مینج کر سکتی تھی؟" عدینہ کو ایک دم ہی آپا پر غصہ آیا۔

"لیکن عبداللہ بھائی کو بھی تو صاف انکار نہیں کرنا چاہیے تھا۔" مونا نے آپا کی طرف داری کی۔

"اس نے انکار نہیں کیا ہو گا بلکہ کچھ ٹائم مانگا ہو گا۔" عدینہ' عبداللہ کے مزاج کو سمجھنے کا ایسے ہی تو دعوا نہیں کرتی تھی۔

"ہاں انہوں نے کہا تھا تبلیغی دورے سے آ کر بات کریں گے۔" مونا چھیکے سے انداز سے مسکرائی۔

"اور آپا کی انا نے اس بات کی اجازت نہیں دی ہو گی' ڈکٹیٹر تو وہ ہمیشہ سے رہی ہیں' بھلا کسی کے منہ سے اپنی بات سے انکار سن سکتی ہیں' اس لیے فوراً رشتہ ہی ختم کر دیا ہو گا۔" اس کا لہجہ تلخ ہوا۔

"وہ ساری دنیا کو اپنی اکلوتی اولاد ہی سمجھ لیتی ہیں' جیسے مجھ پر تمام عمر حکمرانی کی' اسی طرح سب پر کرنا چاہتی ہیں۔" عدینہ نے ناراض سے ٹرے پیچھے کی' تو مونا جھنجھلا سی گئی۔

"میں نے اس لیے تو نہیں بتایا تھا کہ آپ کھانا ہی ادھورا چھوڑ دیں۔"

"پتا نہیں کیوں آج دل بہت عجیب سا ہے۔ نہ کچھ کھانے کو' نہ کرنے کو اور نہ ہی بولنے کو دل کر رہا ہے۔" عدینہ خاموشی سے لیٹ گئی۔

"عبداللہ بھائی کی وجہ سے پریشان ہو۔" مونا نے خاصا درست اندازہ لگایا تھا۔

"ہوں......" عدینہ نے بھی اعتراف کرنے میں عافیت جانی۔

"پریشان مت ہو' اللہ بہتر کرے گا۔" مونا نے خلوص دل سے دلاسا دیا۔

"ایسا لگتا ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے۔" عدینہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے؟" مونا حیران ہوئی۔

"ہمیں جن سے محبت ہو' ان سے رابطے کے لیے کسی جدید ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہوتی' محبت میں سچائی اور خلوص ہو تو دل کا دل سے رابطہ خود بخود ہو جاتا ہے۔ ایک دل کی پریشانی' دوسرے دل تک نہ پہنچے تو سمجھو محبت میں کھوٹ نہ سہی' لیکن کچھ نہ کچھ کمی ضرور ہے۔" عدینہ آنکھیں بند کیے بڑے افسردہ سے انداز سے بول رہی تھی۔

اس وقت دھڑام سے دروازہ کھلا۔ حواس باختہ انداز سے بے بے اندر داخل ہوئیں۔ ان کا بوڑھا وجود کانپ رہا تھا۔ وہ ہراساں نگاہوں سے عدینہ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

"بے بے! کیا ہوا......؟" عدینہ بوکھلا کر ان کے پاس پہنچی۔

"عبداللہ مر گیا عدینہ۔" بے بے نے اس کی سماعتوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا۔

"اس کا جہاز کہیں گر گیا۔" بے بے کی بات پر عدینہ اور مونا دونوں کو لگا کہ پورا آسمان ہی ان کے سر پر آن گرا ہے۔ وہ دونوں پھٹی پھٹی نگاہوں سے بے بے کو دیکھتی رہ گئیں' جنہوں نے کمرے میں صور ہی تو پھونک دیا تھا۔ اس وقت ہر چیز روئی کے گالوں کی طرح فضاؤں میں گھومتی نظر آ رہی تھی۔ عدینہ کے لیے آج کا دن قیامت ہی کا تو دن تھا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY